إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ا؎ — قیمت سالانہ پیشگی ؎

نمبر ۱۹ | مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

کثرت باراں کی وجہ سے حال میں جو بہت بڑا سیلاب آیا ہے اس کی خبروں سے سخت تشویش تھی۔ کہ سری نگر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ تمام ہمراہیاں کے بخیر و عافیت ہونے کی بذریعہ تار اطلاع پہنچی۔ اس کے شکرانہ میں لوکل جماعت نے تین بکرے صدقہ دئے۔

بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر باجورہ (مالدیپ) کی اہلیہ صاحبہ چند دن بیمار رہ کر امراؤتی کے ہسپتال میں ۲۵ اگست کو انتقال کر گئیں۔ بابو صاحب انکی لاش بذریعہ ریل گاڑی لیکر ۲۹ کو قادیان پہنچے ایک بہت بڑے مجمع نے جنازہ پڑھا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب مرحومہ کے لئے جو بہت مخلص خاتون تھیں۔ دعائے مغفرت کریں۔

مفتی فضل الرحمان صاحب حکیم کا سب سے چھوٹا بچہ بشیر احمد بہت سخت بیمار ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سیکرٹری مہابیر دل کی غلط بیانیاں

قادیان کے اردگرد مسلمانوں کی آبادی ہے، نہ کہ غیر مسلموں کی

جناب مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان نے سیکرٹری مہابیر دل کے ایک اعلان کی بذریعہ تار ۲۷ اگست کو حسب ذیل تردید ارسال کی ہے:-

فری پریس کا ایک پیغام جو کہ سیکرٹری مہابیر دل کے ایک بیان کا خلاصہ ہے۔ اور جس میں مذبح قادیان کے متعلق نہایت افسوسناک غلط بیانیوں سے پُر روئداد دی گئی ہے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ میں بحیثیت قادیان کا زمیندار اور لوکل ٹاؤن کمیٹی کا سیکرٹری ہونے کے اس بیان کی تردید اپنا فرض خیال کرتا ہوں۔ قادیان جس کی آبادی قریباً پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور جس میں قریباً ساڑھے چار ہزار افراد مسلمان اور صرف ۵۰۰ ہندو اور سکھ ہیں۔ ایک جلد جلد ترقی کرنے والا قصبہ ہے ہندوؤں اور سکھوں میں سے کوئی بھی اس قصبہ کی کاشت والی زمینوں پر حقوق مالکانہ نہیں رکھتا۔ اردگرد کے گاؤں میں سکھوں اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی ہے۔ اور قادیان کے مشرق شمال اور جنوب میں جو گاؤں بالکل قریب ہیں۔ وہ خالص مسلمانوں کی آبادی پر مشتمل ہیں۔ اس واسطے فری پریس کا یہ بیان کہ قادیان کے آس پاس سکھوں اور ہندوؤں کے ۴۸ گاؤں آباد ہیں۔ اور جن میں بمشکل ایک فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ بالکل لغو اور جھوٹ ہے منہدم شدہ مذبح جو کہ قادیان کے مشرق میں واقع تھا ہر چہار طرف سے مسلمانوں کی زمینوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس واسطے فری پریس کا یہ بیان بھی کہ مذبح کے اردگرد تمام ہندوؤں اور سکھوں کی زمینیں ہیں۔ ایک نہایت افسوسناک غلط بیانی ہے۔ مسٹر شیو رام نے جو روئداد مذبح کی منظوری اور اس کے تیار کئے جانے کی ہسٹری کے طور پر پیش کی ہے

وہ بھی صحیح دلائل پر مبنی نہیں ہے۔ قادیان کی مسلم آبادی نے ہرگز کبھی اس سے پہلے مذبح کی منظوری کے لئے کوشش نہیں کی۔ اور کوئی کوشش ہوئی بھی تو وہ قادیان کے قریب کے ایک گاؤں کے مسلمانوں کی طرف سے تھی۔ اور جو اس وقت قادیان کی مسلم آبادی کے بعض حالات کی وجہ سے شمولیت اختیار نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہی۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ ذرائع پریس کا پیغام جو بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اپنی تمام تفصیلات سمیت جھوٹ اور لغو ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر شیو رام نے گورنمنٹ ریکارڈ کا پتہ لینے کے لئے کسی ذمہ وار شخص کے ساتھ قادیان میں ملنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ وہ بعض غیر ذمہ وار غیر مسلموں کی جو کہ یہاں مذبح کے قیام کو پسند نہیں کرتے اطلاعات سے ہی مطمئن ہو گئے ÷

مذبح قادیان کا اپیل کمشنر صاحب نے کس طرح سنا

قادیان کے مذبح کا اپیل ۷ ۲ اگست سنہ ۱۹۲۹ء کو بمقام گورداسپور مسٹر فرگوسن صاحب کمشنر نے سنا۔ اس تاریخ کے لئے نہ تو سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کو نہ لائسنسداران کو نہ احمدی جماعت یا دوسرے مسلمانوں میں سے کسی کو اطلاع دی گئی۔ بلکہ سرکاری وکیل کو بھی عین وقت پر اطلاع ہوئی جو اور بغیر کسی قسم کی تیاری کے پیش ہوا۔ کمشنر صاحب نے فیصلہ محفوظ رکھا مگر ہندوؤں نے عام طور پر یہ مشہور کیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے کوئی امید نہیں ہمیں اس وقت اس اپیل کے نتیجہ کے متعلق کچھ نہیں کہنا کہ وہ کیا ہوگا اور کیا نہیں لیکن ہمارا اور ہر مسلمان کا یہ حق ہے کہ کمشنر صاحب کے اس طریق سماعت پر اپنے جذبات کا اظہار کرے۔ مذبح کا معاملہ ہندو مسلم سوال ہے۔ اور اس کے متعلق کسی قسم کا فیصلہ کرنے سے پہلے ہر ذمہ وار آفیسر کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ فریق متعلقہ کے تمام عذرات اور دلائل کو پورے طور پر سنے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ہندوؤں کے متعدد ڈیپوٹیشن سنے۔ اور انکو اپنے تمام عذرات بیان کرنے کا موقعہ دیا۔ اور جب تک تمام پہلوؤں پر غور نہیں کر لیا منظوری نہیں دی مگر کمشنر صاحب نے مسلمانوں کو اپنے عذرات پیش کرنے کا موقعہ دینے میں نہیں معلوم کیوں تامل کیا۔ یہ کہنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہوگا کہ مسلمانوں نے اس کے لئے کوشش نہیں کی۔ مسلمانوں کو نہایت تنگ وقت میں اس تاریخ کی اطلاع ہوئی۔ بایں ہمہ گورداسپور کے مسلمانوں نے تحریری درخواست شامل کرائی کہ انہیں موقعہ دیا جائے اور ناظر امور خارجہ جماعت احمدیہ نے ۲۴ اگست سنہ ۲۹ء کو بذریعہ تار کمشنر صاحب سے ملاقات کا وقت مانگا اور ۲۶ کو بذریعہ تار مسلمانوں کیطرف سے احتجاج کیا۔ کہ مقدمہ میں ہمیں اپنے عذرات پیش کرنے کا موقعہ دیا جائے بلکہ یہ بھی لکھا کہ سماعت قادیان میں ہو۔ تا کہ موقعہ دیکھ کر صحیح پوزیشن سمجھ میں آسکے۔ مگر کمشنر صاحب نے اس تار کا کوئی جواب نہ دیا۔

۲۸ اگست ناظر امور خارجیہ قادیان اور گرد کے معزز مسلمانوں اور مسلم لیگ گورداسپور کے پریذیڈنٹ پر مشتمل ایک ڈیپوٹیشن لیکر کمشنر صاحب سے ملنے کے لئے گیا۔ لیکن کمشنر صاحب نے ڈیپوٹیشن سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اور ناظر امور خارجہ سے کہا۔ کہ وہ مذبح کے متعلق ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتے اور انکے اصرار پر بھی یہی جواب دیا۔ یہ واقعات ہیں جنکو اختصار کے ساتھ صاف الفاظ میں پیش کر دیا ہے مگر کمشنر صاحب کا یہ طریق عمل کسی ستائش کا مستحق نہیں۔ عام سیاسی اخلاق کے رو سے بھی انکا فرض تھا کہ وہ اس وفد کو جو انکے پاس ملاقات کے لئے گیا تھا اظہار خیالات کا موقعہ دیتے۔ اور اس طرح موقعہ کا ملاحظہ نہایت اہم امر تھا۔ موقعہ دیکھنے سے اس تمام پروپیگنڈے کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔ جو ہندو اخبارات کے ذریعہ کیا گیا اور اسی کا خلاصہ کمشنر صاحب کو سنایا گیا ÷

اخبارات میں ہندوؤں نے جو شور مچایا۔ اور مذبح کی وجہ سے بار و دلی بنانے کی دھمکیاں دیں۔ اگر اس قسم کے ٹیررازم سے حقیقت کو مشتبہ کیا جا سکتا ہے۔ اور حکام اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تو یہ سیاسی وقار کو نقصان پہنچانے والی بیماری ہے۔ مسلمانوں میں قدرتی طور پر اس طریق عمل سے بے چینی اور ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ گورنر پنجاب کو بھی اس کے متعلق احتجاج کیا گیا ہے۔ ہندو فیصلہ کے اعلان سے قبل ہی اپنی کامیابی کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور جلوس نکال کر خوشی منا رہے ہیں ÷

مہابیر دل کے ایک افسر کی صحافتی بددیانتی کا ظہور

قادیان کے مذبح کے انہدام کے وقت تو مہابیر دل نہیں معلوم کہاں تھا۔ چنانچہ سکھ اخبارات نے جائز طور پر انہیں ڈانٹا ہے لیکن اس خفت اور ندامت کو دور کرنے کے لئے اب اس نے نیا ہتھیار ایجاد کیا ہے اور اپنے ایک افسر کا بیان اخبارات کو دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ سکرٹریان ہندو مہا سبھا۔ حمایت اسلام۔ سناتن دھرم سبھا۔ آریہ سماج اور سنگھ سبھا نے کمشنر صاحب کی خدمت میں درخواست دی کہ بوچڑخانہ بند کرا دیں لیکن وہاں سے بھی ٹال مٹول کر دیا گیا" یہ تو کمشنر صاحب کو معلوم ہوگا۔ یا مہابیر دل کے اس آفیسر کو کہ ہندو مہا سبھا نے اور دوسری سبھاؤں یا سماجوں نے کوئی درخواست بھیجی تھی یا نہیں مگر یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ حمایت اسلام کے سکرٹری نے بھی درخواست دی۔ مہابیر دل اگر دروغ بیانی کی اس شکتی پر ناز کرتا ہے۔ تو اسے مبارک ہو۔ مگر اس کا یہ بیان سراسر غلط ہے کہ حمایت اسلام کے سکرٹری نے قادیان کے بوچڑخانہ کے خلاف درخواست دی۔ پھر یہ بھی اتہام ہے کہ اکالی دل ستیہ گرہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اکالی اخبار امرتسر نے اکالی دل کی پوزیشن کو واضح کر دیا اور صاف صاف اعتراف کیا ہے کہ سکھ مذہب کے رو سے گائے کی عظمت مسلم نہیں ہے اور تمام اکالی لیڈر اپنی تقریروں میں اس آزادی کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ گائے کھائیں۔ اور سکھوں کا حق ہے کہ وہ جھٹکا کھائیں۔ ان صراحتوں کے باوجود اکالی دل کے متعلق یہ اعلان کرنا کہ وہ قادیان کے مذبح کے لئے ستیہ گرہ کرنے کو تیار ہیں محض شرارت ہے۔ اور اکالی دل کو بدنام کرنا ہے۔ اگر اکالی دل کے نزدیک اس قسم کے واقعات پر ستیہ گرہ کرنا جائز ہوتا تو سب سے پہلے وہ امرتسر میں یہ نمونہ دکھاتے۔ اور مہابیر دل بھی اپنی شکتی کے کچھ کرشمے وہاں دکھاتا۔ اس قسم کی صداقت سے گری ہوئی اخبار نویسی سے ہندوستانی پریس کی وقعت کو نہ گراؤ کہ اس سے کوئی مفید نتیجہ پیدا نہ ہوگا ÷

مہابیر دل کے آفیسر اپنی دھمکیوں کے سلسلہ میں کانگریس اور نوجوان بھارت سبھا کو بھی میدان میں لانے کا الٹی میٹم دے رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آفیسر صاحب کانگریس اور نوجوان بھارت سبھا کے نظام عمل سے اچھی طرح واقف نہیں۔ جس شخص کے معلومات کا یہ نمونہ ہے وہ جو کچھ بھی اپنے بیان میں کہہ جائے اس کے لئے جائز ہے ÷

ہمیں افسوس ہے کہ یہ لوگ اپنی ذمہ داری کا ذرا بھی احساس کئے بغیر اس قسم کے غلط بیانات اخبارات میں بھیج کر ٹیررازم کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور متحدہ قومیت کے کاز کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مہابیر دل کے آفیسر کے بیان کی کہاں تک تردید کی جائے اس میں کوئی بات بھی تو صحیح نہیں ÷

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

مع ہمراہیان بفضل خدا خیر و عافیت سے ہیں

کثرت باران کیوجہ سے کشمیر میں سیلاب کی خبریں پڑھ کر احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے ہمراہیاں کی خیریت کی خبر معلوم کرنے کا بہت اشتیاق ہوگا۔ اس لئے ذیل میں سرینگر سے آمدہ تاروں کا مفاد درج کیا جاتا ہے :-

۲۸ اگست مولانا درد صاحب ایم اے نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو تار دیا۔ جو ۳۱ اگست کو پہنچا۔ اس میں لکھا بہت بڑا سیلاب آگیا ہے کسی محفوظ بلند جگہ کیمپ منتقل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعا کے لئے درخواست ہے ÷

اس کے بعد ۳۱ اگست کا تار موصول ہوا ہے جس سے ظاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

انہدام مذبحہ قادیان کیلئے دیہاتی سکھّوں کو آلہ کار بنایا گیا

سکھّوں کی نگاہ میں گائے کو کچھ بھی مذہبی عظمت حاصل نہیں

فساد کے سرغنوں کے خلاف انتظامی کاروائی کی ضرورت

فتنہ انگیزوں کی شرارت

سکھ جوشیلے ہیں۔ لیکن ان کا وُہ طبقہ جو دیہاتوں میں رہتا۔ اور علم سے بے بہرہ ہے۔ معاملہ فہم اور دور اندیش نہیں۔ اس کا تازہ ثبوت اس قانون شکنی سے مل سکتا ہے۔ جو قادیان کے مذبحہ کو گرانے میں اردگرد کے جاہل دیہاتی سکھوں نے کی۔ اس شرارت کے اصل بانی ہندو اور بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو ذاتی عداوت اور کینہ رکھتے ہیں۔ اور جذبات غیرت و حمیت سے اس قدر محروم ہیں۔ کہ ایک اسلامی حق کی پائمالی کی بھی انھیں کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن انہیں خود میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور آج جبکہ سخت بے تاب کر دینے والی گرمی میں دیہاتی سکھوں کی ایک کافی تعداد قانون شکنی کے جرم میں جیل خانہ میں پڑی ہے۔ فتنہ انگیز ہندو وغیرہ یا تو اپنے گھروں میں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یا پھر بقول "ملاپ" بہت سے ہندو بھاگ کر یا تو اپنے رشتہ داروں کے ہاں جا پہنچے ہیں۔ یا مقدس تیرتھوں کی یاترا کے لئے روانہ ہو گئے ہیں اصل فتنہ انگیزوں کو اس طرح جان بچانے اور بھاگ جانے کا کیوں موقعہ ملا۔ محض اس لئے کہ ان لوگوں نے ایک طرف تو اس حربہ سے کام لیا۔ جو قرضدار زمینداروں کے خلاف مہاجنوں اور بنیوں کا طبقہ ہمیشہ استعمال کرتا رہتا ہے۔ یعنی مقروض اور محتاج سکھوں پر دباؤ ڈال کر انھیں قانون شکنی کے لئے مجبور کیا۔ اور دوسری طرف سکھوں نے اپنی احتیاجوں کی خاطر اور عاقبت اندیشی کی صفت سے محروم ہو کر خطرناک قدم اٹھایا۔

مذبحہ اور سکھ

ورنہ مذبح کا سوال کوئی ایسا سوال نہ تھا۔ جس میں سکھ دخل انداز ہوتے۔ اور وہ لوگ جو گائے کو اپنا معبود قرار دیتے اور اس کی تقدیس کے قائل ہیں۔ پس پردہ بیٹھے تماشا دیکھتے۔ اور زیادہ سے زیادہ اتنا کرتے۔ کہ انہی سکھوں سے کمائے ہوئے روپیہ میں سے کچھ خرچ کرکے آئندہ کے لئے انہیں اپنے جال میں اور زیادہ پھنسائے رکھنے کا سامان کرتے۔

سکھ اور گائے

سکھوں کا دعوے ہے۔ کہ وہ ایک موحد قوم ہے۔ یعنی ایک خُدا کے سوا کسی اور ہستی کو قابل پرستش نہیں سمجھتی۔ اس کے نزدیک نہ تو مٹی یا پتھر کے بتوں کی کوئی حقیقت ہے۔ نہ وُہ پیپل یا کسی اور درخت کی تقدیس کی قائل ہے۔ اور نہ گائے میں کسی قسم کی تقدیس سمجھتی ہے۔ اس کے نزدیک گائے بھی ایک ایسا ہی جانور ہے جیسے دنیا کے دوسرے مفید جانور۔

ہندو اور گائے

اس کے مقابلہ میں ہندو خواہ وہ آزاد خیال اور ویدک دھرم میں بہت کچھ کتر بیونت کرنے والے آریہ ہی کیوں نہ ہوں۔ گائے کو ایک مقدس چیز قرار دیتے۔ اسے مذہبی لحاظ سے قابل تعظیم سمجھتے۔ اور اس کی غلاظت تک کو پوتر جانتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے جہاں وہ گائے کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف فتنہ و فساد پیدا کرنا چاہیں۔ اور سکھوں کو بطور آلہ کار استعمال کرنے کا موقعہ پائیں۔ وہاں سکھوں کو ورغلا کر مصیبت میں ڈالنے کے لئے ترغیب و تحریص۔ تخویف و تحریک کے تمام ذرائع صرف کر دیتے ہیں۔ اور خود علیحدہ رہ کر مزے اڑاتے ہیں۔ اور اگر ذرا بھی انہیں شُبہ پیدا ہو جائے۔ کہ ان کی فتنہ سازی کا پردہ چاک ہونے لگا ہے۔ تو اپنی بے گناہی اور بے تعلقی پر لاتعداد سوگند کھانے کے علاوہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔

سکھّوں کا اقرار

یہی صورت مذبح قادیان کے حادثہ کے موقعہ پر پیش آئی۔ بلاشبہ قانون شکنی کے مرتکب دیہاتی سکھ ہوئے۔ لیکن محض اپنی جہالت اور فتنہ پردازوں کے اشتعال کی وجہ سے۔ ورنہ ذاتی طور پر وہ ایسی بے ہودگی کے مرتکب نہ ہوتے۔ چنانچہ جب انھوں نے ہمیشہ کے طریق عمل کے خلاف قادیان میں جھٹکہ کی دوکان بر سر عام کھولنے کا سوال اٹھایا۔ اور حکام کے دریافت کرنے پر مسلمانوں نے کہہ دیا۔ کہ انہیں جھٹکہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ تو سکھوں نے بھی حکام کے سامنے اقرار کیا۔ کہ انھیں مذبح کے متعلق کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ایسی پختہ بات ہے کہ اس کی صحت کا انکار شرارت انگیز آریہ اخبارات بھی نہیں کر سکتے۔ اور اخبار "ملاپ" (۲۰ اگست) کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ:-

"سکھوں سے پوچھا گیا۔ کہ تمہیں بوچڑ خانہ پر اعتراض تو نہیں۔ انھوں نے بھی کہا۔ کہ نہیں۔ بس ڈپٹی کمشنر صاحب نے سمجھا۔ کہ فیصلہ ہو گیا۔"

مفسدوں کا ہاتھ

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں تک مذبح کا تعلق سکھوں کے ساتھ ہے۔ اس کا وہ فیصلہ کر چکے تھے۔ اور برضا و رغبت علاقہ کے ایک اعلےٰ حاکم کے سامنے کہہ چکے تھے۔ کہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے بعد ان کا قانون شکنی کا مرتکب ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہیں اپنے پہلے بیان پر قائم نہ رہنے دینے میں کسی اور فریق کا ہاتھ ہے۔ اور اس فریق کا غالب حصہ ہندو ہیں۔

ہندو اور جھٹکہ

ہندوؤں نے پہلے تو سکھوں کی اس لئے منتیں سماجتیں کیں۔ کہ وہ جھٹکہ کی دوکان جاری نہ کریں۔ تا مذبح کی اجازت میں وہ روک کاوٹ پیدا کر سکیں۔ لیکن دراصل چونکہ جھٹکہ کے جاری ہونے کے وہ خود بھی شائق تھے جیسا کہ انھوں نے شائع کیا تھا۔ کہ "قادیانی ہندو ویسے تو جھٹکہ کے خلاف نہیں ہیں۔" (ملاپ ۲۲ جنوری) اس لئے اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر جو ہر جگہ بنیوں اور مہاجنوں کو غریب زمینداروں پر حاصل ہے۔ قانون شکنی پر آمادہ کر لیا۔ اور دیہاتی سکھ عاقبت نا اندیشی کے باعث اپنے سابقہ اقرار کو فراموش کرکے مذبح گرانے کے مرتکب ہو گئے۔ اس سے بھی بڑھ کر بیہودگی ان سے یہ سرزد ہوئی۔ کہ انھوں نے اپنے سرغنوں کو ساتھ نہ لیا۔ اور ساری بلا اپنے گلے ڈال لی۔

اخبار "اکالی" اور ذبیحہ گائے

قانون شکن سکھوں کی یہ نادانی قابل افسوس ہے۔ لیکن نہایت ہی قابل نفرت اور لائق سرزنش وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے اس بات کو جانتے بُوجھتے کہ سکھوں کے نزدیک گائے کو قطعاً تقدیس کا درجہ حاصل نہیں ان سے اپنے اثر و رسوخ کے بے جا استعمال سے قانون شکنی کرائی اور ابھی تک انہیں مختلف طریقوں سے مشتعل کر رہے ہیں۔ حالانکہ سکھوں کے معزز اخبار "اکالی" امرتسر نے تو صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ

"گائے کی مذہبی عظمت کا سوال خالص ہندو سوال ہے۔ اور سکھ جہاں جھٹکہ پر کسی قسم کی بندش برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں دوسروں کو بھی کوئی خوراک کھانے سے نہیں روکنا چاہتے۔"

اخبار "ریاست" اور گائے

اسی طرح مشہور مصور اخبار "ریاست" کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب اپنے ۲۴ اگست ۲۹ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جہاں تک کسی جانور کے مارنے کا سوال ہے۔ ایڈیٹر ریاست کے ذاتی خیال کے مطابق گائے اور بکرے یہاں تک کہ گھوڑے اور ایک مکھی میں بھی کوئی فرق نہیں۔"

یہ ایک سرکردہ سکھ سردار کی رائے ہے جس سے اس امر پر بھی خوب اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔ کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ بکرے کا جھٹکہ کرنے اور گائے ذبح کرنے میں فرق ہے۔ اس لئے قادیان میں جھٹکہ کی دوکان کھلنے کے مقابلہ میں مذبح کو نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ ان کی بیہودگی ہے۔ سکھوں کا معزز اور اہل علم طبقہ نہ تو ذبیحہ گائے میں کسی قسم کی رکاوٹ ڈالنا جائز سمجھتا ہے۔ اور نہ بکرے کے جھٹکے اور گائے کے ذبح کرنے میں اس کے نزدیک کوئی فرق ہے۔ دونوں ایک سی باتیں ہیں۔ اور جہاں سکھوں کو جھٹکہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ وہاں مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کا بھی پورا پورا حق ہے ✣

گائے کے متعلق سکھوں کی رائے سے ہندوؤں کی آگاہی

سکھوں کے معزز طبقہ کی اس رائے سے ہندو بھی ناواقف نہیں ہیں۔ وہ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ سکھوں کے نزدیک گائے کی مذہبی لحاظ سے کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔ چنانچہ اخبار "گورو گھنٹال" (۲۱ اگست) کو بادل ناخواستہ لکھنا پڑا ہے۔ کہ

"سکھوں میں اب کچھ عرصہ سے بعض من چلے لوگ ایسے بھی پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ جو نہ صرف یہ کہ گائے کی عظمت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سور اور گائے میں بھی کوئی تمیز کرنے کے لئے تیار نہیں"

یہ ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو تعلیم یافتہ اور معزز طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے۔ جوں جوں سکھوں میں تعلیم پھیلتی جائیگی۔ اور وہ اپنے مذہبی اصول سے واقف ہوتے جائینگے۔ ان کی گائے کے متعلق یہی رائے ہوگی۔ جو ان کے تعلیم یافتہ طبقہ کی ہے ✣

بڑے مجرموں کے خلاف کارروائی کی ضرورت

ان حالات سے صاف ثابت ہے۔ کہ قادیان کے مذبح کو گرانے میں سکھوں کو محض ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اور ان کی بے علمی اور محتاجی سے فائدہ اٹھا کر ان سے قانون شکنی کرائی گئی۔ اس صورت میں ان سے زیادہ مجرم وہ لوگ ہیں جن کا اس ساری شرارت میں ہاتھ ہے اور جن کے متعلق افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ہم ذمہ وار حکام کو صاف طور پر کہدینا چاہتے ہیں۔ جب تک وہ اس فساد اور قانون شکنی کے اصل سرغنوں کی سرزنش نہ کرینگے۔ اس وقت تک شرارت کا قطعاً سدباب نہ ہوگا۔ اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ سب سے ضروری سمجھ کر سب سے پہلے کارروائی کرنی چاہئے ✣

آریہ خود سامنے آئیں

آریوں کی شرارت اور تحریک سے دیہاتی سکھوں کے قادیان کے مذبح کو گرانے پر آریہ اخبارات بہت بغلیں بجا رہے ہیں۔ اور اپنی بہادری کی ڈینگیں مار رہے ہیں۔ لیکن مزا تو جب ہے۔ کہ آریہ خود میدان میں آکر اپنی شجاعت کے جوہر دکھائیں۔ سکھوں کے ذمہ وار اخبار صاف طور پر اعلان کر چکے ہیں۔ کہ مذہبی لحاظ سے ان کے نزدیک گائے کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ نہ وہ اس کی تقدیس کے قائل ہیں۔ اور نہ اس کے ذبح ہونے اور بکرے کے جھٹکہ کرنے میں مذہبی لحاظ سے کوئی فرق سمجھتے ہیں۔ مگر آریہ تو اس کی تقدیس کے مذہبی طور پر دعویدار ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ وہ سکھوں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلاتے ہیں۔ اور کیوں خود مرد میدان نہیں بنتے ✣

آریوں کی چال سے سکھوں کی آگاہی

معلوم ہوتا ہے۔ آریوں کی اس چال سے سکھ بھی اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے ایک معزز اور ذمہ وار اخبار خالصہ سماچار امرتسر نے جو گورمکھی میں شائع ہوتا ہے۔ اپنے ۲۲ اگست کے پرچہ میں "مہابیر دل کتھے گئے" یعنی مہابیر دل کہاں گئے۔ ایک نوٹ لکھا ہے۔ چونکہ اس کا پورا لطف اصل الفاظ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے باوجود اس احساس کے کہ ان کا پڑھنا اور سمجھنا بیرون پنجاب کے قارئین کے لئے مشکل ہوگا۔ اصل الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے :-

"لاہور دے آریہ اخباراں وچ اجیہیاں خبراں چھپ رہیاں ہن۔ جنہاں وچ اکالیاں نوں پریرنا کیتی جا رہی ہے۔ کہ اوہ قادیان دے وچ مورچہ لا دین۔ تے اک اخبار نے تاں ایتھوں تک لکھ دتا ہے۔ کہ سکھ اینھے گورو دے باغ وانگ مورچہ لان نوں پھر دے ہن ✣

سکھاں دا بہت حصہ زمیندارا کم کردا ہے جس دے واسطے گئو تے اوہدے جائے دی بہت لوڑ ہندی ہے۔ تے طاقت لئی بڑیاں فائدہ مند چیزاں ہن۔ ایس کر کے گئو تے اوہدے جائے دی سکھ رکھیا کر دے آئے ہن۔ تے کردے رہن گے۔ پر تو جو حرمت تے وششٹ گئو بابت ہندواں دا ہے۔ اوہ سکھاں دا نہیں۔ ایس واسطے قادیاں دے بوچڑ خانے دے معاملہ وچ جے سب توں پہلے رنج کسے نوں ہو دنی چاہیدی ہے۔ تے اوہ ہندو ہن۔ لیکن اسیں دیکھ رہے ہاں۔ کہ ہندو اخباراں ایس معلے وچ سوائے سکھاں نوں "چڑھ جا سولی بیرا کوال ونگا نہیں" منتر سنا ونڈے ہویاں کجھ نہیں کر رہیاں۔ کیا اسیں ہندو صاحباں توں پچھ سکدے ہاں اوہ مہابیر دل تے شکتی دل جنہاں پچھلے دو تن مہینے توں بھائی پرمانند دی کتابڑی دی آڑ وچ سکھاں ورد پوسٹر چھپوا کے تے جلسیاں وچ شور مچا کے آسمان سر تے چا لیا سی۔ کوئی گندی توں گندی گال۔ کوئی مندی توں مندی واک ایسے نہیں سن۔ جو اینہاں نہ کہے ہون۔ اوہ اج کتھے ہن۔ جنہاں دے سینیاں وچ ہندو دھرم دی رکھیا تے ہندو جاتی دی حفاظت دیاں لگیاں اگاں نوں کی ہو گیا۔ کیا اینہاں دا غصہ غریب سکھاں تک ہی سی۔ ہن سکھاں نوں بلدی دے بوتھے دی نہاں دیندے ستے کیوں آپ نہیں ایس معاملے نوں ہتھ وچ لیندے۔ تے اگے ودھ دے"

مطلب یہ ہے۔ کہ لاہور کے آریہ اخبار سکھوں کو تحریک کر رہے ہیں کہ وہ قادیان میں مورچہ قائم کریں۔ اور ایک اخبار نے تو یہاں تک لکھدیا ہے۔ کہ سکھ گورو کے باغ کی طرح وہاں مورچہ لگائیں گے۔ سکھ چونکہ زمیندار قوم ہے۔ اس لئے وہ گائے بیل کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جو عزت گائے کی ہندوؤں میں ہے۔ اس کے قائل نہیں۔ اس لئے قادیان کے مذبح کے معاملے میں سب سے زیادہ کشش ہندوؤں کو ہونی چاہیئے۔ مگر وہ سکھوں کو اشتعال دلانے کے سوا کچھ نہیں کر رہے۔ وہ کیوں اس معاملہ کو ہاتھ میں نہیں لیتے۔ اور آگے نہیں آتے ✣

اخبار خالصہ سماچار نے ایسے سخت الفاظ میں آریوں کو شرم دلائی ہے۔ کہ اگر ان میں کچھ بھی غیرت اور حمیت باقی ہوتی تو وہ کبھی سکھوں کا نام تک نہ لیں۔ اور صاف صاف کہدیں کہ مذبح کے معاملہ میں ہم سکھوں سے امداد لے کر ہمیشہ کے لئے ان سے ایسی ناگوار باتیں نہیں سننا چاہتے۔ لیکن ان لوگوں میں غیرت کہاں۔ جو اولاد کی خاطر غیر مردوں کا منت پذیر ہونا اپنا مذہبی فرض سمجھتے۔ اور اپنی پاک دامن استری کو بخوشی اس بات کی اجازت دینا جائز سمجھتے ہیں۔ کہ وہ نیوگ کے ذریعہ سے اولاد حاصل کرے ✣

پنجاب مہابیر دل کا اعلان

ہم اس اعلان سے ناواقف نہیں۔ جو نام نہاد "مہابیر دل" کی طرف سے اخبارات میں کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ "پنجاب مہابیر دل اس یدھ میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں دے گا۔ میں اور میرے ساتھی اس مورچہ پر توپ کے گولے تک کا شکار ہونے کو تیار ہیں"

اگر حکام نے کوئی کمزوری نہ دکھائی۔ اور ہمارے جائز حق کو جسے بروئے قانون وہ پہلے ہمیں دے چکے ہیں۔ زائل نہ کیا۔ تو پھر سب دیکھ لیں گے۔ کہ کس طرح "مہابیر دل" یا اس سے بھی کوئی بڑا دل ہمیں اپنے حق سے محروم کر سکتا ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ آریہ اور ان کے چیلے چانٹے سوائے دھمکیاں دینے اور دوسروں کو اشتعال دلا کر مصیبت میں پھنسانے کے اور کچھ کرنا جانتے ہی نہیں۔ اگر کوئی ایسا وقت آیا۔ جب آریوں کو اپنی خلاف قانون اور خلاف امن دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت ہوئی۔ تو اس وقت انہیں ایسا سبق حاصل ہوگا۔ جسے تمام عمر یاد رکھیں گے ✣

مہابیر اپنے گھر سے یدھ شروع کریں

مہابیر دل والے اگر گائے کی حفاظت کے لئے ایسا ہی ہتھیلی پر سر لئے پھرتے ہیں۔ اور اپنے "دھرم یدھ" میں "توپ کے گولے تک کا شکار ہونے کو تیار ہیں" تو وہ لاہور سے قادیان کے لئے روانہ ہونے سے قبل خاص لاہور اور چھاؤنی لاہور کے مذبحوں پر حملہ آور ہوں قادیان میں تو فی الحال نہ کوئی توپ ہے۔ اور نہ توپ کا گولہ۔ یہ لاہور میں بڑی آسانی کے ساتھ میسر آ سکتے ہیں۔ پس مہابیر دل والے پہلے اپنے گھر میں تو گائے کے بچانے کا "دھرم یدھ" شروع کریں۔ اور دیکھ لیں۔ "توپ کے گولے کا شکار ہونا" کس قدر آسان اور کتنا پُرلطف ہے۔ اس کے بعد راستے میں جہاں بھی کوئی مذبح پائیں۔ اسے مسمار کرتے آئیں۔ اور آخر کار قادیان پہونچ جائیں۔ جہاں دلی تپاک کے ساتھ ہم بھی ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر رستے میں کچھ کسر رہ گئی۔ تو انشاء اللہ ہم اچھی طرح نکال دینگے۔ لیکن اگر مہابیر دل والے اس کے لئے تیار نہیں۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ ان کی گیدڑ بھبکیاں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں۔ اور نہ ان کی دھمکیوں سے ہم اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہو سکتے ہیں ✣

سکرٹری مہابیردل کا غلط بیانیوں سے پُر اعلان

اسی مہابیردل کے جنرل سکرٹری کا جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ ایک اور اعلان بھی اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں بیحد غلط بیانی اور دروغگوئی سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"گو قادیان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر نواحی ۸۴ مواضعات کی آبادی میں ایک فیصدی بھی مسلمان نہیں" حالانکہ یہ قطعاً جھوٹ ہے تحصیل بٹالہ کی جس میں قادیان اور اس کے اردگرد کے دیہات واقعہ ہیں، آبادی آخری مردم شماری کے لحاظ سے دو لاکھ پچہتر ہزار آٹھ سو پچانوے ہے۔ جس میں سے ہندو صرف بیالیس ہزار ایک سو انتیس ہیں اور مسلمان ایک لاکھ پینتالیس ہزار آٹھ سو بہتر۔ عیسائی گیارہ ہزار۔ آٹھ سو بیاسی سکھ بہتر ہزار دو سو بارہ ÷ اس سے ظاہر ہے کہ ساڑھے چالیس ہزار کے قریب مسلمان وغیرہ گائے کا گوشت استعمال کرنیوالے ہندوؤں اور سکھوں سے زیادہ ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں اور سکھوں میں چوہڑے بھی شامل ہیں ÷

اس تناسب آبادی کو مدنظر رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ قادیان کے اردگرد کے ۸۴ دیہات میں مسلمان ایک فیصدی بھی نہیں پھر قادیان کے قریب قریب جو دیہات ہیں۔ ان میں یا تو کل کی کل آبادی مسلمانوں کی ہے یا غالب حصہ مسلمانوں کی آبادی کا ہے۔ مثلاً بھینی۔ کھارا۔ ننگل۔ تتلہ۔ ترکھاناں والی۔ ننگل کلاں۔ ننگل خورد۔ بسراں۔ ان تمام دیہات میں سے صرف بسراں میں کچھ گھر سکھوں کے ہیں۔ باقی سب کے سب دیہات میں مسلمانوں کی آبادی ہے ÷

معلوم نہیں مہابیردل کے جنرل سکرٹری کے وہ ذرائع معلومات کونسے تھے۔ جن کی بناء پر اس نے مذکورہ بالا اعلان کرایا۔ حالانکہ سرکاری کاغذات اس کے معلومات کو بالکل غلط ثابت کر رہے ہیں۔ اسی طرح باقی باتیں جو اس نے لکھی ہیں وہ بھی سراسر غلط ہیں۔ اس سے قبل قادیان سے بوچڑ خانہ کے لئے نہ کوئی درخواست دی گئی۔ اور نہ اسے کسی نے نامنظور کیا۔ قادیان سے وہی درخواست گئی جو منظور ہو گئی۔ اور ہندوؤں کے عذرات سننے کے بعد منظور کی گئی ÷

مسلم پریس کے متعلق آریوں کی غلط بیانی

مذبح کے سلسلہ میں آریہ اخبارات جہاں اور بہت سی غلط بیانیاں کر رہے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمان اخبارات نے اس قانون شکنی کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ گویا مسلمان بہ حیثیت قوم اس معاملہ سے بالکل الگ تھلگ ہیں مگر یہ صریح جھوٹ ہے۔ ہندوستان کے تمام مقتدر اخبارات نے اس بارے میں نہایت زوردار مضامین شائع کئے ہیں اور اسے مسلمانوں کی شدید حق تلفی قرار دے کر گورنمنٹ سے تحفظ حقوق کا مطالبہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اخبار بھی اس میں متفق ہیں جنہیں جماعت احمدیہ سے مذہبی لحاظ سے شدید اختلاف ہے مگر وہ لوگ جو مباہلہ کے بے حقیقت اور ذلیل جھگڑے کو "ایک نہایت مشہور مسلم اخبار" قرار دیں۔ انکی نگاہ میں انقلاب۔ زمیندار۔ پیغام صلح۔ سیاست۔ مسلم راجپوت۔ الجمعیۃ۔ الامان۔ دور جدید۔ تازیانہ۔ منادی۔ مدینہ۔ شہاب وغیرہ کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے ÷

اشارات

سید الکونین رحمۃ للعالمین فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن ہندوستان میں ایک عرصہ سے اجتماع ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اور اسدن کو ایک مذہبی تقریب قرار دے کر اس کا نام "میلاد النبی" بتایا جاتا ہے۔ لیکن اب کے ان اجتماعوں کو ایک نیا رنگ دینے کی کوشش کیگئی۔ اور وہ رنگ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک سے اخذ کیا گیا۔ جو آپ نے گذشتہ سال ہی سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلموں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنیکے لئے ایک مقررہ دن جلسے منعقد کرنے کے متعلق فرمائی۔ اور جسے خدا تعالیٰ کے فضل سے بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی ÷

اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مسلمان پہلے ہی میلاد النبی کے جلسے کرتے ہیں۔ اور پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ ان جلسوں کو نیا رنگ دینے کی تحریک ایک خاص انتظام اور بیحد سعی اور کوشش سے ملک کے کونے کونے تک پہنچائی جا رہی۔ اور مسلمانوں کے مذہبی اور دینی جذبات کو پُر زور طریق سے اُبھارا جا رہا تھا۔ خیال ہوتا تھا۔ کہ ہندوستان کا کوئی شہر تو الگ رہا کوئی قریہ اور قصبہ بھی ایسا نہ ہوگا جہاں اسدن جلسہ نہ ہو۔ اور "سیرت کمیٹی" کے تجویز کردہ پروگرام پر عمل نہ کیا جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ اخبارات میں جن مقامات کے نام شائع ہو رہے ہیں وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ ہماری مختصر اور محدود جماعت نے باوجود قدم قدم پر مخالفتوں اور روکاوٹوں سے دوچار ہونے کے ہندوستان کے طول و عرض میں جسقدر جلسوں کا انتظام کیا۔ ان کے مقابلہ میں ان جلسوں کی تعداد کچھ بھی نہیں ÷

ہمیں اسی بات پر بہت افسوس ہو رہا تھا۔ کہ معزز معاصر "انقلاب" (۲۰ اگست) نے ایک واقعہ پیش کر کے ہمارے افسوس میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا۔ معاصر موصوف کا بیان ہے:-

"ساری دنیا جانتی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۸ اگست کو تھی اور یہی دن یوم النبی قرار دیا گیا۔ لیکن آپکو یہ سنکر حیرت ہوگی۔ کہ مسلم ایسوسی ایشن ...... کیطرف سے یوم النبی کے "عظیم الشان" جلسے کی روداد ۱۸ اگست کو تیسرے پہر کی ڈاک میں ہماری میز پر پہنچ گئی۔ اس روداد میں لکھا ہے۔ کہ ۱۸ اگست کو اتوار کے دن فلاں مسجد میں فلاں صاحب کے زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں فلاں فلاں مضامین پڑھے گئے۔ اس کے علاوہ جلسے کے اور حالات بھی لکھے ہیں۔ اور مراسلہ کے نیچے ۱۸ اگست کی تاریخ درج ہے ÷"

"ہم اس مراسلہ کو پڑھکر بے حد متعجب ہوئے۔ کہ آخر وہ کونسا تیز رفتار ہوائی جہاز تھا۔ جو ایک بعید پہاڑی مقام سے آج ہی کے جلسے کی کارروائی لے کر آج ہی ہمارے دفتر تک پہنچ گیا۔ اور یہ وہم ہوا کہ شائد زمین کی گردش کے حساب سے اس مقام پر ۱۸ اگست کی تاریخ ۱۷ سے ایک دن پہلے واقع ہو گئی ہو۔ ہم اسی کشمکش و پیچ میں تھے۔ کہ لفافے کے ٹکٹ پر نظر پڑی۔ تو اس پر نہایت صاف حروف میں "۱۷ اگست ۶ بجے شام" کی مہر لگی ہوئی تھی ÷"

یہ تو ایک ایسی "روداد" تھی۔ جو "اندازہ کی غلطی" سے دفتر "انقلاب" میں "عظیم الشان" جلسہ کی خوشخبری سُنانے کے لئے "قبل از وقت" پہنچ گئی۔ اور اس طرح اس کا راز فاش ہو گیا۔ روئداد بھیجنے والے صاحب کو قطعاً خیال نہ ہوگا۔ کہ اسکی ۱۷ کو "ایک بعید پہاڑی مقام سے" بھیجی ہوئی مراسلت ۱۸ کو لاہور پہنچ جائیگی۔ ورنہ انہیں کیا ضرورت تھی کہ "۱۷ اگست ۶ بجے شام" کی مہر اس پر لگنے دیتے۔ وہ ۱۸ اگست کی صبح تک اسے بہت بحفاظت تمام اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔ اور پھر روانہ کرنے پر ممکن نہ تھا کہ "انقلاب" کو اس کے نادرست اور محض فرضی ہونے کا شبہ بھی گذر سکتا روئداد بھیجنے والے کی تھوڑی سی بے احتیاطی نے راز منکشف کر دیا۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ اور کتنی روئدادیں اسی قسم کی بھیجی گئی ہونگی۔ مگر احتیاط سے کام لینے کے باعث "انقلاب" نے انہیں بخوشی "ہندوستان بھر میں یوم النبی کے شاندار جلسے اور مظاہرے" کے زیر عنوان شائع کر دیا۔ اور ان میں سے کسی کے فرضی ہونے کا اسے گمان بھی نہ گذرا ہوگا۔

یہ بات اس لحاظ سے ہی قابل افسوس نہیں۔ کہ ایک نہایت متبرک تقریب کی محض فرضی اور بناوٹی روداد گھڑ لی گئی۔ اور اس کی مرتکب ایک "مسلم ایسوسی ایشن" ہوئی۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی باعث رنج و الم ہے کہ مسلمانوں کی قوت عمل بالکل سلب ہو چکی ہے۔ وہ محض شور مچانا۔ ڈھینگیں مارنا۔ اور بڑے بڑے دعوے کرنا جانتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں محض باتوں سے دنیا کو مرعوب کریں۔ اور اپنی طاقت و قوت کا سکہ جما لیں مگر کرنا کچھ نہ پڑے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ میدان عمل میں جو لوگ صرف زبان سے کام لیں۔ اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہیں۔ وہ لولوں اور لنگڑوں کی سی زندگی تو بسر کر سکتے ہیں۔ باعزت اور باوقار زندگی انہی کی ہوتی ہے جو سارے قویٰ سے کام لیتے ہیں ÷

کاش مسلمان باتوں کو چھوڑ کر عمل کیطرف متوجہ ہوں۔ ظاہر کو چھوڑ کر حقیقت پر نظر رکھیں۔ نمائش کو چھوڑ کر اصلیت پر زور دیں۔ تا انکی کوششوں کا صحیح نتیجہ نکلے۔ دنیا انہیں محض باتونی نہ سمجھے۔ اور وہ عزت و وقار کا درجہ حاصل کر سکیں ÷

اسی سلسلہ میں ہمیں اس بات پر بھی اظہار افسوس کر دینا چاہیئے کہ ان جلسوں کا پروگرام ایسے طریق سے تجویز کیا گیا۔ جسکے متعلق بعض بااثر لوگوں کو اعتراض پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے شرعی لحاظ سے بعض امور کو ناجائز قرار دیا۔ اسی طرح تقریر سیرت کمیٹی کو قابل اعتراض سمجھا گیا۔ حالانکہ ان امور کا پہلے ہی خیال رکھا جا سکتا تھا ÷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

بہائیت کی حقیقت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۶ اگست ۱۹۲۶ء - سرینگر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ جمعہ کی غرض

ان امور کے متعلق ہدایات دینا ہوتی ہے۔ جو ان ایام میں یا اس مقام میں جہاں خطبہ پڑھا جائے۔ توجہ کے قابل سمجھے جائیں۔ بعض باتیں بعض ایام میں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ تو بعض دوسری باتیں دوسرے ایام میں قابل توجہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض امور ایک خاص مقام میں اہمیت رکھتے ہیں۔ تو بعض اور دوسرے مقامات میں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں آنے پر مجھے ایک معاملہ جس کو پنجاب میں ان دنوں ہم کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے۔ معلوم ہوا۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہاں یہ ہے کہ اس امر کی حقیقت سے لوگ یہاں واقف نہیں۔ اور وہ

بابیت یا بہائیت کا فتنہ

ہے۔ یہاں چونکہ علم کم ہے۔ باہر کے لوگوں سے میل جول کم ہوتا ہے۔ یہاں کوئی ایسی لائبریری نہیں۔ جس سے علم حاصل کرنے میں مدد مل سکے اس لئے اس مذہب کی کتابوں اور اسکی باتوں سے لوگ ناواقف ہیں۔ اسے بھی بہت بڑا دخل اس معاملہ میں اس بات کو دخل ہے۔ کہ بابی یا بہائی اپنی اصل کتابوں کو چھپاتے ہیں۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے۔ دوسروں کو نہیں دکھاتے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ

چند آسان اور عام باتیں

لوگوں کے سامنے اپنے مذہب کے اصول کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مذہب کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے

عقائد اور اصول

لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اور ان کی اشاعت کرے۔ قرآن کریم کا نام ہی خدا تعالیٰ نے قرآن رکھا ہے۔ یعنے پڑھی جانے والی کتاب دوسری جگہ آتا ہے:۔ فی رق منشور۔ یہ ایسی کتاب ہے۔ جو پھیلا دی جائیگی۔ پھر قرآن کا نام فاتحہ رکھا۔ یعنے یہ کھلی کتاب ہے۔ جو چاہے۔ اسے دیکھے اور پڑھے۔ غرض خدا تعالےٰ کی طرف سے جو تعلیم ہو۔ اسے چھپایا نہیں جاتا ؛

بعض واقعات اور بعض باتیں

خاص مصلحتوں کے ماتحت پوشیدہ رکھی جا سکتی ہیں۔ مگر تعلیم نہیں چھپائی جاتی۔ یہ بالکل ممکن ہے۔ ایک شخص کے متعلق خیالات اچھے نہ ہوں مگر اس کے سامنے اس لئے نہ ظاہر کئے جائیں۔ کہ اس کا دل دکھیگا یہ ناجائز نہیں۔ لیکن یہ کہ دنیا کو گمراہ سمجھا جائے۔ اور اپنا مذہب سچا اور گمراہی سے بچانے والا بتایا جائے۔ لیکن اسے پیش نہ کیا جائے یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اس تعلیم کو جس کے متعلق یہ دعوےٰ ہو۔ کہ خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے آئی ہے۔ چھپانے کے معنے لوگوں کو ان کی غلطیوں پر آگاہ نہ کرنا ہے۔ اپنے

مذہب کی تعلیم

کو بہائیوں کے چھپانے کی یہ وجہ ہے۔ کہ تفصیلات میں جانے سے ایسے اعتراضات پڑتے ہیں۔ جن کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس لئے وہ زبانی تو بڑھ بڑھ کر باتیں بنائیں گے۔ لیکن تفصیلی تعلیم نہ پیش کرینگے۔ وہ یہ تو کہیں گے۔ سب کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے سب کو متحد ہو جانا چاہیئے۔ عورتوں کو حقوق دینے چاہئیں۔ سچ بولنا چاہیئے۔ اس قسم کی عام باتیں جب کوئی سنتا ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کیا اچھی تعلیم ہے۔ حالانکہ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو

سب مذاہب میں

پائی جاتی ہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہ ملے گا۔ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جھوٹ بولنا چاہیئے۔ لوگوں سے بدسلوکی کرنی چاہیئے۔ عورتوں پر ظلم کرنا چاہیئے۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں۔ جنہیں سب مذاہب نے برا قرار دیا ہے اگر کوئی مذہب اتنا ہی کہتا ہے۔ تو اس سے اس کی

تعلیم کی خوبی

نہیں ثابت ہو سکتی۔ خوبی اور عمدگی تفصیلات سے معلوم ہو سکتی ہے جب یہ دیکھا جائے۔ کہ ان باتوں کو عمل میں لانے کا کیا طریق۔ اور کیا صورت بتائی جاتی ہے۔ پس اعتراضات تفصیلات پر پڑتے ہیں۔ اور یہ بہائی پیش نہیں کرتے۔ یہ تو کوئی مذہب نہ کہے گا۔ کہ فریب اور دہوکہ کرنا چاہیئے۔ مگر جب تفصیل میں جائیں۔ تو کئی باتیں اس مذہب میں ایسی پائی جائینگی۔ جو فریب اور دہوکہ ہونگی۔ پس تفصیل کے بغیر کسی مذہب کی اصلیت اور حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کسی عیسائی سے پوچھو کہ تمہارے مذہب میں

ظلم کرنا

جائز ہے۔ تو وہ کہے گا قطعاً نہیں۔ ہمارے مذہب میں بڑی سختی کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے۔ یہ جواب سنکر اگر کوئی شخص کہنے لگے یہ غلط کہا جاتا ہے۔ کہ عیسائیت میں ظلم کی تعلیم ہے۔ عیسائی تو اس کا انکار کرتے اور اسکی بجائے اپنے مذہب میں انصاف کی تعلیم بتاتے ہیں۔ تو یہ غلط ہوگا۔ کیونکہ جب اس مذہب کی تفصیل میں جائینگے تو معلوم ہوگا۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ خداوند خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو جو بالکل بے گناہ تھا۔ لوگوں کے گناہوں کے بدلے قربان کر دیا۔ یہ بات تفصیل کے دیکھنے سے معلوم ہوگی۔ یوں نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی عیسائی سے پوچھو کہ

یسوع مسیح کے حواری

کیسے تھے۔ تو وہ کہے گا۔ بڑے نیک۔ بڑے اعلیٰ پایہ کے اور یسوع مسیح کے بڑے جان نثار تھے۔ یہ سنکر اگر کہا جائے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے حواریوں نے ان سے دھوکہ کیا۔ اور مصیبت کے وقت غداری کی۔ غلط کہتے ہیں۔ تو یہ کہنے والے کی غلطی ہوگی۔ کیونکہ جب تفصیل میں جائینگے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ایک بڑے مقرب حواری پطرس نے ایک رات میں مرغ کے اذان دینے سے پہلے پہلے تین دفعہ حضرت مسیح کا انکار کیا۔ اور بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ اسی طرح اگر پوچھیں۔ انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ یسوع مسیح اور ان کے حواریوں نے

کسی کا مال

ناجائز طور پر کھایا۔ تو عیسائی کہیں گے۔ توبہ توبہ یہ بالکل غلط ہے لیکن جب انجیل پڑھیں تو معلوم ہوگا۔ یسوع مسیح اور ان کے حواری ایک کھیت میں سے گزرے جس میں سے دانے کھاتے گئے ہم چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔ اس لئے ایسی باتوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ مگر انجیل یہ کہتی ہے۔ خواہ عیسائی زبانی طور پر نہ مانیں ؛

اسی طرح اگر کسی عیسائی سے پوچھو کہ یسوع مسیح گالیاں دیا کرتے تھے۔ تو وہ قطعاً انکار کرے گا۔ مگر جب انجیل کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کو

حرامکار اور بدکار

وغیرہ کہا ہے۔ تو کسی بات کی حقیقت کا پتہ تفصیل سے لگتا ہے زبانی خلاصہ جو سنایا جائے اس سے اصلیت معلوم نہیں ہو سکتی

بہائیوں کے متعلق

بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ وہ زبانی بتائینگے۔ عورتوں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ لوگوں سے محبت اور پیار سے پیش آنا چاہیئے۔ ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس قسم کی باتیں سننے والا کہے گا۔ کیا اچھی اور کتنی اعلےٰ تعلیم ہے۔ لیکن جب ان کی کتابیں پڑھو گے۔ تو معلوم ہوگا۔ باب سے ایک شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ تو اس نے اسے سونٹا مارا۔ یہ بات کسی مخالف کی لکھی ہوئی نہیں۔ ان کے اپنے مرید کی لکھی ہوئی ہے اور اسے بطور تعریف انہوں نے پیش کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ باب کو ایسا جلال آیا کہ

سو... ہوئے یا[illegible]

[illegible] دیکھا تو نہیں گئے۔ کہ کجرات سے کس طرح جا رہے [illegible]
[illegible] کے متعلق ان کے تفصیلی احکام دیکھو گے۔ تو معلوم ہوگا
[illegible] کے اور کسی کو حجرات میں ہو [illegible] پا گیا۔ غرض ان تفصیلی
حقیقت کا علم ہو سکتا ہے۔ مگر بہائی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی ان
[illegible] کی تفصیلات سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور وہ ایسی کتب جن پر
[illegible] کی بنیاد ہے۔ چھپائے رکھتے ہیں۔ ورنہ کا کوئی [illegible]
[illegible] جو اپنی مذہبی کتب کو اس طرح چھپائے۔ عیسائی انجیل کو [illegible]
[illegible] چھپاتے [illegible] وید وں کے پڑھنے [illegible]
کو منع کرتے ہیں۔ مگر [illegible] نے ویدوں کو چھپایا [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] طور پر ان کے پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر

بہائی اپنی مذہبی کتب کو چھپاتے ہیں

اس وجہ سے ان کی کتابوں کا مہیا ہونا مشکل ہے۔ اور یہاں تو اور
بھی مشکل ہے۔ کیونکہ علم بہت کم ہے۔ کوئی ایسی لائبریری نہیں ہمیں
بھی ان لوگوں کی

کتب مہیا کرنے میں دقتیں

پیش آئی تھیں۔ جب ۱۹۲۴ء میں قادیان میں یہ فتنہ پیدا ہوا۔ اور
ایک شخص نے جو مخفی طور پر بہائی تھا۔ اوروں کے عقائد بگاڑنے
چاہے۔ تو اس وقت ہم نے بہائیوں کو بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ مگر
انہوں نے کتابیں نہ دیں۔ آخر ہم نے ہندوستان سے باہر کے علاقوں
سے تلاش کرائیں۔ اور اب ان کی قریباً

ساری کتابیں

جمع کر لی ہیں۔ ایک کتاب جسے مخفی رکھنے کی خاص کوشش کرتے ہیں اور
جو باب کی کتاب بیان فارسی ہے۔ اس میں بہائیوں کے خلاف
بہت کچھ مصالح ہے۔ جب میں ولایت گیا۔ تو بہائیوں کی حالت
دیکھنے کے لئے ہیجہ بھی گیا۔ وہاں سے وہ کتاب بھی اللہ تعالیٰ کے
فضل سے مل گئی۔

مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہاں ایک شخص کیطرف سے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بہاء اللہ کو پیش
کیا جاتا۔ اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے ماننے والے بہت ترقی کر رہے
اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہیں۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں

احمدیت کے مقابلہ میں

وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے۔ بہائی احمدیوں سے
مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ قادیانیت بہائیت
کے مقابلہ میں تباہ ہو جائے گی۔ حالانکہ احمدیت کے مقابلہ میں
بہائیت کی حقیقت نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کیجا سکتی ہے

ایک موٹی سی بات

ہے۔ اور وہ یہ کہ بہائیت قریباً ۵۰ سال سے شام میں قائم
ہے۔ جہاں ان کا مرکز ہے۔ وہاں میں ہو آیا ہوں۔ بہائی عکہ
کو جو شام میں واقع ہے اپنا مرکز قرار دیتے ہیں۔ مگر دراصل ان کا
یہ مرکز نہیں۔ یہ صرف بائبل کی چند پیشگوئیاں اس مقام کے متعلق
بتانے کے لئے مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ دراصل ایک مقام ہیجہ ہے
جہاں میں بہت ... [illegible] مگر میں نہیں سمجھتے۔ ہیجہ میں ان کے گھر موجود ہیں
وہیں ان کی رہائش ہے۔ ان کی تصدیق وہاں کی گورنمنٹ کے ذریعہ کرائی
جا سکتی ہے۔ کہ ہیجہ میں چند آدمی ان کے ہمخیال ہیں۔ اور حیفا یہاں سے قوی
[illegible] ہمارا ایک نواسہ رہتا ہے۔ وہاں کے متعلق ان کا اپنا بیان
تھا۔ کہ یہاں ۱۵/۲ آدمی ان کے ہم خیال ہیں۔ اور دوسرے لوگوں سے پوچھا
گیا۔ تو انہوں نے کہا زیادہ سے زیادہ ۱۵/۱۲ ہونگے۔ یہ ان کی

پچاس سالہ کامیابی کا نتیجہ

ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں

قادیان میں

اڑہائی ہزار کے قریب ایسے لوگ ہیں جو اپنے وطنوں کو چھوڑ کر وہاں آ بسے ہیں
اور اگر حیفا ہی کو لے لیا جائے۔ تو وہاں ہمارا مبلغ رہتا ہے۔ جس نے
ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ۸۰ کے قریب لوگوں کو احمدیت میں داخل کیا ہے
ادھر بہائیوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ۵۰ سال میں ۱۵/۱۲ سے زیادہ ان کی
تعداد نہیں۔

لیکن

اپنی تعداد کو بڑھا کر دکھانے کے متعلق

ان کا طریق یہ ہے۔ کہ براؤن جو نیم بہائی تھا۔ مگر بعد میں بہائیت سے بیزار
ہو گیا۔ اس نے ایک کتاب میں لکھا ہے۔ کہ خیر اللہ امریکہ میں ۵۵ لاکھ بہائی
بیان کرتا ہے۔ اور اس قسم کا اعلان میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شکاگو
میں ۳۰ ہزار بہائی ہیں۔ میں نے جب مولوی محمد الدین صاحب کو وہاں مبلغ بنا کر
بھیجا۔ تو انہیں لکھا۔ وہاں سے معلوم کر کے بتائیں کہ بہائیوں کی کتنی
تعداد ہے۔ ان کا جواب آیا۔ میں انکی تلاش میں ہوں۔ جب پتہ ملا اطلاع دونگا
آخر دو تین ماہ کے بعد ان کی چھٹی آئی۔ جس میں انہوں نے لکھا۔ بڑی تلاش
اور تجسس سے ایک آدمی ملا ہے۔ اور وہ بھی متردد سا ہے۔

یورپ کے سفر میں میں نے ایک تصویر دیکھی۔ یہاں بھی جو احمدیت پر
بہائیت کو ترجیح دینے والے ہیں ممکن ہے ان کے پاس ہو۔ وہ

شکاگو کے مشرق الاذکار کی تصویر

ہے۔ مشرق الاذکار یہ اپنی عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔ یہ تصویر اتنی عالیشان
ہے کہ بڑی بڑی عمارتیں بھی اس کے مقابلہ میں حقیر دکھائی دیتی ہیں۔ اس
تصویر سے یہ اثر ڈالا جاتا ہے۔ کہ گویا ان کے ہم خیالوں کی شکاگو میں اتنی
کثرت ہو گئی ہے کہ ایسی عالیشان عمارت جس میں باغ اور فوارے نظر
آتے ہیں۔ انہوں نے بنائی ہے

سکاٹ لینڈ کا ایک لکھ پتی

جہاز میں ملا۔ اس کا نوجوان لڑکا بھی ساتھ تھا۔ اس نے کہا۔ کیا ہندوستان
کے بہائی دولتمند اور مالدار نہیں ہیں۔ میں نے کہا وہاں تو شاذ و نادر کوئی
بہائی ہوگا۔ اس نے کہا ہم نے تو سنا ہے وہاں لاکھوں بہائی ہیں۔ میں نے
کہا ہمیں یہ بتایا جاتا ہے۔ امریکہ میں لاکھوں بہائی ہیں۔ کہنے لگا۔ امریکہ
میں تو نہیں۔ ہمیں بتایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں لاکھوں ہیں۔ اس
طرح معلوم ہوا۔ بہائی دوسروں پر اپنا رعب ڈالنے کے لئے امریکہ
میں تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں لاکھوں بہائی ہیں۔ اور ہندوستان
میں کہتے ہیں۔ امریکہ میں لاکھوں ہیں۔ اس نوجوان نے بتایا۔ بہائیوں نے
ہمارے محلہ میں اپنی عبادت گاہ کی بنیاد کھودی تھی۔ مگر ابھی تک بنی
نہیں۔ کیا ہندوستان میں مالدار بہائی نہیں۔ کہ روپیہ بھیج کر اسے بنوائیں۔
میں نے کہا۔ ہم نے تو اس عبادت گاہ کی بڑی شاندار تصویر دیکھی ہے
کیا وہ بنی نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔

غرض ان لوگوں کا یہ طریق ہے۔ کہ بات کچھ نہیں ہوتی۔ مگر یہ اسے
بڑھا کر کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں۔

ایران میں

بھی ہم نے ان کی تعداد معلوم کرائی۔ جہاں کے متعلق کہا جاتا ہے
کہ لکھو کہا بہائی ہیں۔ مگر وہاں دو اڑہائی ہزار سے زیادہ معلوم
نہیں ہوئے۔ دراصل اس فرقہ کی بنیاد فرامنطیبی فرقہ کی طرح کی ہے
کہ کوئی بھی باتیں اڑاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب قادیان میں انکی شرارت
کا پتہ لگا۔ اور میں نے ان کے متعلق کارروائی کرنی چاہی۔ تو حکیم ابو طاہر
صاحب جو کلکتہ کے رؤسا میں سے ہیں اور اچھا اثر رکھنے والے
ہیں۔ اور وہاں کی جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ ان سے

محفوظ الحق علمی

کے تعلقات تھے۔ یہ وہ شخص تھا۔ جو چند سال سے ہی احمدی کہلاتا
تھا۔ اس کی ایک کتاب دیکھی گئی۔ جس میں اس نے سنہ ۱۹۲۲ء سے
احمدیت کے خلاف اور بہائیت کی تائید میں نوٹ لکھے ہوئے
تھے۔ یہ جب احمدی ہوا۔ اسی وقت میرے پاس چٹھی آئی تھی
کہ اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ لیکن میں نے سمجھا۔ چونکہ یہ احمدی
ہوا ہے کسی نے دشمنی سے اس کے متعلق لکھا ہے۔ مگر بعد میں
معلوم ہوا۔ اس کی غرض احمدی ہونا نہ تھی۔ بلکہ احمدی کہلا کر
بہائیت کی تبلیغ کرنا تھی۔ حکیم ابو طاہر صاحب سے وہ بہائیت
کے متعلق بھی باتیں کیا کرتا۔ اور ساتھ ہی کہتا۔ کسی سے ان
باتوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ یہاں کے لوگ ان باتوں کو سمجھ نہیں
سکتے۔ جب یقینی طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ محفوظ الحق بہائی ہے اور
میں نے اس کے متعلق اعلان کرنا چاہا۔ تو حکیم ابو طاہر صاحب کا
میرے پاس پیغام آیا۔ جو انہوں نے بہت گھبراہٹ کی حالت
میں بھیجا کہ اگر علمی کی علیحدگی کا اعلان کیا گیا۔ تو جماعت کا ایک بہت
بڑا آدمی بھی فوراً علیحدہ ہو جائے گا۔ میں نے جب اس کے متعلق پوچھا
تو انہوں نے کہا۔ وہ حافظ روشن علی صاحب ہیں۔

دین کے معاملہ میں

تو کسی کی پرواہ نہیں کی جا سکتی۔ میں نے کہا۔ اگر حافظ صاحب بھی
جانا چاہیں تو جائیں۔ مگر یہ بات ہی بالکل غلط نکلی۔ دراصل وہ یونہی
کہتے رہے۔ کہ حافظ صاحب ان کے ہم خیال ہیں۔ تاکہ دوسروں پر
اثر ڈالیں۔ اور پھر تو انہوں نے یہاں تک کہا۔ کہ قادیان میں کئی سو
بہائی ہیں۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ میرا ایک قریبی رشتہ دار بھی ان کا ہمخیال
ہے۔ اس طرح انہوں نے یہ بتانا چاہا۔ کہ نعوذ باللہ ان کے ذریعہ
سلسلہ احمدیہ اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہے۔ اور بہت سے لوگ ان
کے خیالات کو سچا سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ تھا۔

غرض ان لوگوں کی یہ عادت ہے۔ اور اس طرح یہ اپنا
اثر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کوئی کہہ دے کہ ممکن ہے یہ
باتیں غلط ہوں۔ اس لئے میں

تحریری ثبوت

دیتا ہوں۔ مقالہ سیاح بہائیوں کی ایک کتاب ہے۔

وہ اس طرح لکھی گئی ہے۔ کہ گویا ایک اجنبی نے لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ میں نے بہائیوں کے حالات دیکھے۔ فلاں واقعہ یوں ہوا۔ اور فلاں واقعہ میرا چشم دید ہے۔ بعض واقعات اس نے پُرانے بھی لکھے ہیں۔ لیکن بعض کو اپنا چشم دید بتایا ہے۔ ایک ناواقف شخص اس کتاب کو پڑھ کر سمجھتا ہے کہ ایک غیر جانبدار لکھ رہا ہے۔ یہ باتیں سچی ہی ہونگی۔ ورنہ اُسے کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ جھوٹی باتیں بیان کرے۔ مگر وہ کتاب خود بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء کی لکھی ہوئی ہے۔ براؤن نے اسے شائع کیا۔ اور بعد میں بتادیا کہ عبدالبہاء نے لکھ کر دی تھی۔ کہ اُسے شائع کردیا جائے۔ جب اس شخص کی یہ حالت ہو۔ جو بہاء اللہ کا جانشین ہوا۔ اور جسے یہ لوگ مسیح کہتے ہیں۔ کہ خود ایک کتاب لکھتا ہے۔ اور ظاہر یہ کرتا ہے۔ کہ کسی اجنبی نے لکھی۔ اور بعض واقعات جنھیں وُہ اپنا چشم دید بتاتا ہے۔ ایسے ہیں۔ جو اس کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں۔ تو دوسروں کی کیا حالت ہوگی۔ اُن کی

ایک اور کتاب

ہے۔ جس کا لکھنے والا اپنے آپ کو عیسائی یورپین اور فرانسیسی بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے مسلمان اور بہائی بنانے کی کوشش کی گئی۔ مگر مجھے کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ایک غیر جانبدار کے طور پر لکھ رہا ہوں۔ مگر بعد میں اعلان کیا گیا۔ کہ وہ کتاب فلاں بہائی نے لکھی ہے۔ وہ ایک پارسی مانک جی کا سکرٹری تھا۔ جو ایرانی اور بہائی تھا ؎

غرض بنیاد ہی اس قوم کی محض غلط بیانی پر ہے۔ یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ جن میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اور بعض یورپین لوگوں نے تو لکھا ہے۔ کہ

بعض کتابیں

جو بہائیت کی تردید میں مسلمانوں کی طرف سے بتائی جاتی ہیں۔ وہ مسلمانوں نے نہیں لکھیں۔ بلکہ خود بہائیوں نے ہی لکھی ہیں۔ اس کے متعلق میں مثال سے سمجھاتا ہوں۔ مثلاً ایک کتاب پر لکھا ہو۔ حفظ الرحمٰن مسلمان نے لکھی۔ مگر اس کے اندر یوں لکھا ہو۔ کہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسلام کی رُو سے عورتوں میں روح نہیں مانی جاتی۔ اور اس کا جواب یہ دیا جائے۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اس طرح اسلام کی طرف سے لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب پڑھنے والا دیکھتا ہے۔ کہ اسلام کی طرف سے جواب دینے والا ایک مسلمان اس قسم کی باتیں اسلام میں مانتا ہے۔ تو معلوم ہُوا۔ اسلام میں ضرور ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اسلام قطعاً یہ نہیں کہتا۔ کہ عورتوں میں رُوح نہیں۔ بلکہ اسلام مردوں اور عورتوں میں

ایک جیسی رُوح

قرار دیتا ہے۔ غرض اسلام کی طرف سے ایسے جواب دئیے جاتے ہیں۔ جو بالکل جھوٹے اور غلط ہوتے ہیں۔ اور اس طرح دکھایا جاتا ہے۔ کہ اسلام بہائیت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی بعض کتابیں عیسائیوں نے بھی شائع کی ہیں۔ لیکن بہائیوں نے تو حد کردی ہے۔ یہ طریق ہے ان لوگوں کا۔ اور اس کے تحریری ثبوت موجود ہیں۔ اب تک بھی یہ لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔ ایک شخص مہر محمد کو جو قادیان میں رہتا تھا۔ اسی وجہ سے دھوکہ لگا۔ اس نے میرے سامنے تو نہیں لیکن دوسروں نے بتایا۔

مقالہ سیاح کی عبارت

پڑھ کر سنائی۔ اور کہنے لگا۔ دیکھو ایک غیر جانبدار کیا کہتا ہے۔ حالانکہ وُہ ایک بہائی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے میں خود ایک کتاب لکھوں۔ مگر اس کے اوپر یہ لکھ دیا جائے۔ کہ مسٹر مارٹن نے لکھی ہے اور اس میں اپنی اور اپنی جماعت کی تعریف ہو۔ اس کتاب کا پڑھنے والا یہی سمجھے گا۔ کہ ایک غیر متعلق اور غیر جانبدار تعریف کررہا ہے لیکن دراصل وُہ اپنی تعریف اپنی ہی زبانی ہوگی۔ یہ ہے ان لوگوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت ؎

باقی رہا۔ مذہب کا مقابلہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ بہائیوں کو بہت کامیابی حاصل ہورہی ہے۔

کامیابی

مال و دولت کو جمع کرلینے یا بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لینے کا نام نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۲۳ سال میں اتنے ماننے والے نہ ملے تھے۔ جتنے مسیلمہ کذاب کو دو ماہ میں مل گئے تھے۔ ۲۳ سال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد کا اندازہ ۸۰ سے اڑھائی سو تک کیا جاتا ہے۔ مگر مسیلمہ کے ساتھ دو تین ماہ میں ایک لاکھ کے قریب لوگ ہوگئے تھے۔ تو یہ کامیابی نہیں ہوتی۔ بلکہ

کامیابی یہ ہوتی ہے

کہ جس مقصد کو لے کر کوئی کھڑا ہو۔ وُہ پورا ہوجائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ہم نے مسلمانوں پر یہ احسان کیا۔ کہ اُنھیں مال و دولت دی۔ اب اگر کوئی کہے۔ یہ کیا احسان ہے۔ ڈاکو اور لٹیرے بھی تو مال حاصل کرلیتے ہیں۔ ان میں فرق کیا ہے۔ یہ کہ مسلمانوں کو جو کامیابی حاصل ہوئی۔ وُہ ان کے دین کے ساتھ ہوئی۔ وہ جس مقصد کے لئے کھڑے ہوئے تھے وُہ ان کو حاصل ہوا۔ اور ساتھ ہی اور بھی انعام حاصل ہوئے۔ اگر مسلمانوں کو صرف مال و دولت ملتی۔ سلطنت و حکومت حاصل ہوتی۔ مگر دین نہ حاصل ہوتا۔ تو یہ قطعاً ان کی کامیابی نہ سمجھی جاتی۔ ہاں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے۔ کہ میں دولت جمع کرنے یا سلطنت قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور یہ ہوجاتا۔ تو اسے کامیابی سمجھا جاتا۔ مگر آپؐ نے جو کچھ کہا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے

بندوں کے لئے تعلیم

لایا ہوں۔ اسے میں دنیا میں پھیلاؤنگا۔ یہ تعلیم جب پھیل گئی۔ تو معلوم ہُوا۔ آپؐ کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ اور آپؐ کامیاب ہوگئے ؎

اسی اصل کو مدنظر رکھ کر ہم بہائیوں کو دیکھتے ہیں۔

بہاء اللہ کا منشاء

یہ تھا۔ کہ شریعت کی نئی کتاب اور نئی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ اسلام کو اور قرآن کو (نعوذ باللہ) مٹادیں۔ اور اس کی جگہ بہائیت کو قائم کردیں۔ چنانچہ انہوں نے نئی تعلیم پیش بھی کی۔ بارہ کی بجائے اُنیس مہینے رکھے۔ دنوں کے نام الگ مقرر کئے۔ نمازیں تین کردیں۔ عبادت کا طریق بدل دیا۔ آیات نئی بنالیں۔ زنا کی سزا نو مثقال سونا رکھی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں غیر معقول ہوں۔ اگر کوئی غریب زنا کا مرتکب ہو۔ تو اس کے لئے اتنا سونا دے دینا مشکل ہے۔ اور اگر کوئی امیر مرتکب ہو۔ تو وہ گویا اتنا سونا دے کر اس کا بار بار ارتکاب کرسکتا ہے۔ اس وقت میں اس تعلیم کی خوبی یا عدم خوبی کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کسی قسم کے نئے احکام پیش کئے گئے ہیں۔ یہ احکام اگر دنیا میں چل جاتے۔ ان پر عمل کرنے والی کوئی جماعت ہوتی۔ تو دنیا میں انہیں مقبولیت حاصل ہورہی ہوتی۔ تو سمجھا جاتا کہ بہائی کامیاب ہورہے ہیں۔ مگر اور تو اور بہاء اللہ کے بیٹے نے بھی کبھی ان احکام پر عمل نہ کیا۔ عبدالبہاء آخری عمر تک مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا رہا۔ اور قرآن کا درس دیتا رہا۔ حالانکہ وُہ بہاء اللہ کا جانشین تھا۔ جب اس کا جانشین بھی اس کے احکام پر عمل نہ کرسکا۔ تو کسی اور نے کیا کرنا تھا۔ یہاں تک یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ ایک شامی جو ہمارے مدرسہ میں پڑھاتے ہیں۔ اب تک نہیں مانتے کہ

عبدالبہاء مسلمان نہ تھے

ان کے باپ سے ان کا دوستانہ تھا۔ ان کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور ہر طرح اپنے آپ کو مسلمان اور اسلامی عقائد کا پابند ظاہر کرتے تھے پس جس تعلیم کا چرچا ہی نہیں۔ خود اس کے پھیلانے والوں نے اسے مانا ہی نہیں۔ اسے پیش کرنے والے کو کیا کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ جتھا بنالینا کوئی کامیابی نہیں۔ مگر میں تو کہتا ہوں۔ یہ بھی غلط ہے۔ کہ ان کا کوئی بڑا بھاری جتھہ ہے۔ باب کو دعوےٰ کئے اسی سال سے زائد ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ میں ان کی جو جماعت قائم ہوئی۔ اس کا مقابلہ جماعت احمدیہ کی چالیس سال میں پیدا شدہ تعداد سے کرلیا جائے ؎

باقی ان لوگوں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ مگر ان کا پتہ مقابلہ سے لگ سکتا ہے۔ ان میں

سات آدمیوں کی قربانی

بہت مشہور ہے۔ مگر بات یہ ہُوئی۔ کہ ۳۸ آدمی پکڑے گئے تھے۔ جن میں سے ۳۱ تائب ہوکر چھوٹ گئے۔ اور صرف سات باقی رہے۔ مگر ہماری جماعت کے ۵ آدمی پکڑے گئے۔ جن میں سے ایک نے بھی صداقت کا انکار نہ کیا۔ اور خوشی سے جان دے دی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب۔ نعمت اللہ خاں صاحب۔ نور علی صاحب۔ عبدالحکیم صاحب۔ یہ پانچوں علیحدہ علیحدہ موقعوں پر گرفتار ہوئے۔ مگر ہر ایک نے اپنے عقائد کو صاف صاف بیان کردیا۔ اُنھیں عقائد کا تھوڑا بہت انکار کرنے پر بھی چھوڑ دینے کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے قطعاً گوارا نہ کیا۔ کہ بال بھر بھی اپنے عقائد سے علیحدہ ہوں اس کی بجائے یہ پسند کیا۔ کہ کال کوٹھڑیوں میں انھیں بند کیا جائے۔ بھوکا پیاسا رکھا جائے۔ بہت وزنی آہنی زنجیریں پہنائی جائیں۔ ناک میں نکیل ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا جائے۔ اور پتھر مار مار کر شہید کردیا جائے۔ آخر

مرتے وقت

بھی یہی دُعا ان کی زبان پر تھی۔ خدا تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے ؎

بہائی ان لوگوں کو تو پیش کرتے ہیں۔ جو ان میں سے مارے گئے۔ مگر یہ کبھی نہیں بتاتے۔ کہ انہوں نے کتنے

بے گناہوں کے خون

بہائے۔ بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں۔ جن میں بہائیوں نے دوسروں کو قتل کیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مظلوم کہتے کہتے نہیں تھکتے۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ خود انہوں نے کتنے مظالم کئے۔ اس کے مقابلہ میں احمدی جماعت کا کوئی ظلم ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ ہماری جماعت کے لوگوں نے مخالفین سے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ کبھی کسی لڑائی میں کسی احمدی کے ہاتھ سے کسی کو چوٹ لگ گئی ہو۔ تو یہ اور بات ہے۔ ورنہ احمدیوں نے کبھی پر حملہ نہیں کیا۔ احمدیت کا چہرہ اس داغ سے بالکل صاف ہے۔ یہی کسی کو دق دیں

بھی بہائیت احمدیت پر غالب نہیں آسکتی۔ رہا یہ۔ کہ کوئی

بہائیت کی حمایت میں مُباہلہ

کرنے کے لئے تیار ہے۔ اول تو اس کے بغیر ہی ثابت ہے۔ کہ کیسے خداتعالےٰ کی تائید اور نصرت حاصل ہے۔ لیکن اگر کوئی مباہلہ کرنا چاہے اور اس کی ایسی پوزیشن ہو۔ جو مذہبی لحاظ سے کچھ اثر رکھتی ہو۔ تو اس سے ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ ہزار دفعہ ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ اس میں ہمارے لئے کوئی ڈر کی بات نہیں۔ اور ہم قبل از وقت کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو بھی احمدیت کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے۔ مرزا صاحب کا مقابلہ بہاء اللہ سے کیا جائے۔ مگر یہ

بالکل غلط طریق

ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا تھا۔ لیکن بہاء اللہ نبوت کا منکر تھا۔ پھر مقابلہ کے کیا معنے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے جینبی کے پتے کا کیکر کے پتہ سے مقابلہ کیا جائے۔ یا کہے۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقابلہ ایڈیسن سے کیا جائے۔ ایسے شخص کو کہا جائے گا۔ نادان ایڈیسن ایک مُوجد تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ پھر مُوجد اور نبی کا مقابلہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

ایک لطیفہ

مشہور ہے۔ کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس گیا۔ اور جا کر کہا۔ کہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے مامُور ہوں۔ مجھ پر ایمان لائیں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اپنی صداقت کا کوئی ثبوت دیں۔ وزیر پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں لوہے کا کام کرتا ہوں۔ یہ کہکر وہ ایک خاص قسم کا تالا لے آیا۔ جو آسانی سے نہ کھل سکتا تھا۔ اور اس کے سامنے رکھ کر کہنے لگا۔ اسے کھول دو۔ تو ہم تمہیں سچا سمجھ لینگے۔ اس نے بادشاہ کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگا۔ میں اسے بے وقوف سمجھوں۔ یا آپ کو جنھوں نے ایسے شخص کو وزیر بنا رکھا ہے میں نے اعلےٰ درجہ کا لوہار ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ مامُور ہونے کا کیا ہے۔ اور مامور کی صداقت کا پتہ تالا کھولنے سے نہیں لگایا جا سکتا پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وُہ دعوےٰ ہی نہیں۔ جو بہاء اللہ کا ہے۔ تو پھر ان کا

مقابلہ کس بات میں

کیا جا سکتا ہے۔ بہاء اللہ تو یہ کہتا ہے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور قرآن منسوخ ہو گیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اتباع اور رسول کریمؐ کی غلامی میں اب بھی نبی آسکتا ہے۔ ہاں کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو قرآن کو منسوخ کرے۔ اور شریعت اسلامیہ کو بدل دے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہاء اللہ کا کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ نبوت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت منسوخ ہو گئی۔ اور میں نئی شریعت لایا ہوں۔ پس وُہ تو چیز ہی اور ہے۔ جس کا بہاء اللہ کو دعوےٰ ہے۔ اور ہم تو

نبوت سے اوپر خدائی

کو ہی سمجھتے ہیں۔ نبوت کو بند کرنے کے بعد اس سے اوپر جس بات کا دعوےٰ تھی۔ وہ خدائی کا دعوےٰ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ بہاء اللہ کا دعوےٰ خدائی کا دعوےٰ نہ تھا۔ مگر یہ غلط ہے۔ ان کی

بیعت فارم

جو چھپی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ اور آج تک کسی بہائی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اس میں لکھا ہے۔

"اے غصن اعظم (بہاء اللہ کے بیٹے عبد البہا) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادر مطلق کے ایک ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں۔ کہ وُہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں۔ اس کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دے دی ہے۔ اے غصن اعظم جو اس کا نہایت ہی سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے"

اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ جس طرح قرآن میں آیا ہے۔ مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اسی طرح کے وہ فقرات ہیں۔ جو بہاء اللہ نے بیان کئے۔ یا ان کے متعلق کہے گئے۔ مگر ان میں اور اس میں

بہت بڑا فرق

ہے۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ بادشاہ کے قائم مقام جو کام کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ کا ہی کام ہوتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ فلاں جو کام کرتا ہے۔ وہ بادشاہ کا ہی کام کرتا ہے۔ ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ قائمقام بنکر کام کرنا اور بات ہے۔ اور خود بخود کسی کام کے کرنے کا دعوےٰ کرنا اور بات ہے۔ کہا جاتا ہے۔

مجازی طور پر

بہاء اللہ نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا ہے۔ مگر مجاز کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ایک بے وقوف کو مجازاً گدھا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس کی دُم بھی ہے۔ چار ٹانگیں بھی ہیں۔ تو اُسے کون مجاز کہہ سکتا ہے۔ یہ تو سچ مچ کے گدھے کی علامات ہیں۔ پس مجاز کے لئے کوئی دلیل اور قرینہ ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر کوئی شخص دُودھ لائے۔ اور کہے۔ میری اس سے مراد ڈبل روٹی ہے۔ تو کون اس کی اس بات کو مجاز تسلیم کرے گا۔ پس جب صاف لکھا ہے۔ کہ خدا دنیا میں انسانی شکل میں آیا۔ اُس نے کنبہ قائم کیا اور وہ اپنے بیٹے عبد البہاء کو اپنی بادشاہت دے کر چلا گیا۔ تو اسے کون مجاز کہہ سکتا ہے۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے فقرے پائے جاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔ ایک دفعہ

دو شخصوں کا جھگڑا

بہاء اللہ کے سامنے پیش ہُوا۔ ایک کہتا تھا۔ بہاء اللہ خدا ہے۔ ان کے سوا کوئی خُدا نہیں۔ دوسرا کہتا تھا۔ کہ ظل اللہ ہیں۔ بہاء اللہ نے کہا۔ تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔ ایک امریکن بہائی ایم۔ ایچ۔ فیلپس نے اپنی کتاب سوانح و تعلیمات عبد البہاء کے صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے۔ مجھے عبد البہاء اور اس کی بہن نے بتایا۔ کہ ظل اللہ کے معنے ہیں۔ خدائی کے مرتبہ پر پہنچا ہُوا انسان۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ اپنے آپکو

خُدا بشکل انسان

قرار دیتا تھا۔

پھر جتنی کتابیں بہاء اللہ کی ہیں۔ ان پر لکھا ہوتا ہے۔ وحی کی بہاء اللہ نے کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں انسانوں کی طرف وحی کرتا ہوں۔ بلکہ یہ خدا ہی کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہی وحی کرتا ہے۔ مگر ان کی کتابوں پر لکھا ہوتا ہے۔

وحی کی بہاء اللہ نے

میرے پاس یہاں انکی ایک کتاب کا انگریزی ترجمہ موجود ہے۔ جو دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے۔ اس پر یہی لکھا ہے۔ یہ بہائیوں نے ہی شائع کی ہے۔ اصل کتابیں مرکز میں موجود ہیں۔

کہا جاتا ہے۔ بہاء اللہ تو خود

خدا سے دُعائیں

مانگتا ہے۔ پھر وُہ خدائی کا دعوےٰ کیونکر کر سکتا تھا۔ مگر یہ دھوکا ہے عیسائی یسُوع مسیح کو خُدا مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ پھر ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ یا نہیں۔ کہ یسُوع مسیح خُدا سے دعائیں مانگتے تھے۔ بات یہ ہے۔ وہ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے جس قسم کا خدا سمجھتے ہیں۔ ویسا بہاء اللہ کو مانتے ہیں ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے خداتعالےٰ کی جو صفات ہیں۔ ویسا نہیں مانتے ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ خداتعالےٰ مجسم ہو کر دُنیا میں نہیں آسکتا۔ کھانا۔ پینا سونا۔ بیمار ہونا۔ تکلیف اٹھانا

خداتعالےٰ کی شان کے خلاف

ہے۔ مگر وُہ کہتے ہیں۔ خدا انسان کی شکل اختیار کر کے دنیا میں آسکتا ہے وہ کھا۔ پی سکتا ہے۔ قید ہو سکتا ہے۔ تکالیف اٹھا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ باتیں خدا کی شان کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ یہ جسمانی حالت ہوتی ہے۔ جو الوہیت کے منافی نہیں ہے۔ غرض ان کے نزدیک خدا مجسم ہو کر دنیا میں آسکتا ہے۔ اور جب مجسم ہو سکتا ہے تو کھا۔ پی بھی سکتا ہے۔ تکالیف بھی اٹھا سکتا ہے۔ پس ان کے اس عقیدہ کے لحاظ سے بہاء اللہ کے دعوےٰ کو پرکھا جائے گا۔ ان کا

عیسائیوں جیسا عقیدہ

ہے۔ کہ کھانے پینے۔ سونے جاگنے اور دکھ اٹھانے والا خدا مانتے ہیں وہ ان باتوں کے باوجود خدا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ

بہاء اللہ کی قبر پر سجدہ

کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ قبروں پر سجدہ کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جو اسلام سے ناواقف اور جاہل ہیں۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا اور صحابہ نے کبھی سجدہ کیا۔ مگر بہاء اللہ کی قبر پر عبد البہا سجدہ کرتے تھے۔ چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ اور اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ عبد البہاء کی کتابوں میں یہ باتیں موجود ہیں۔ یہ باتیں اگر بہت عرصہ کے بعد ان میں پائی جاتیں۔ تو کہا جا سکتا۔ کہ لوگوں نے غلطی سے اختیار کر لیں۔ مگر وہ تو بہاء اللہ کے مرنے کے معاً بعد ان کے مرتکب ہونے لگ گئے۔ اور کسی نے اس سے نہ روکا۔

غرض بہت سے واقعات سے ثابت ہے۔ کہ یہ لوگ عیسائیت کے رنگ کا بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ مگر لوگوں کو

دھوکہ دینے کے لئے

کہتے ہیں۔ ایسا نہیں مانتے۔ جیسا مسلمان مانتے ہیں۔ ایسا خدا وہ بہاء اللہ کو مان ہی کس طرح سکتے ہیں۔ ماقدروا اللہ حق قدرہٖ کے مصداق بنکر خداتعالےٰ کی اصل شان نہیں سمجھتے۔ اسی لئے انہیں بہاء اللہ کو خدا ماننے کا دھوکہ لگا ہے۔ ورنہ اگر وہ خداتعالےٰ کی صحیح شان سمجھ سکتے۔ تو کبھی بہاء اللہ کو خدا تسلیم نہ کرتے۔ چونکہ یہ لوگ اسلام کی بتائی ہوئی تعریف کے خلاف خدا تجویز کرتے ہیں۔ اس لئے اس کے بیوی بچے بھی قرار دیتے ہیں۔ اس کے لئے کھانا پینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اسمیں کوئی حرج نہیں خیال کرتے۔

پس یہ دھوکہ ہے۔ جو بہائیوں کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ کہ بہاء اللہ خدائی کا دعویدار نہیں تھا۔ بے شک سلام نے جو خدا پیش کیا ہے۔ اس جیسا خدا ہونے کا بہاء اللہ نے دعوے نہیں کیا۔ مگر

عیسائیت والا خدا ہونے کا دعوےٰ

ضرور کیا ہے۔ جو باتیں بہائی بہاء اللہ کے خدائی کا دعویدار نہ ہونے کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ وہی یسوع مسیح کے متعلق دکھائی جاسکتی ہیں۔ وہی ان ہندوؤں میں دکھائی جاسکتی ہیں۔ جو حضرت کرشن کو خدا قرار دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے عیسائی حضرت مسیح کو اور ہندو حضرت کرشن کو خدا قرار دیتے ہیں۔

غرض یہ محض ان لوگوں کا دھوکہ ہے۔ جو ناواقف لوگوں کو دیتے ہیں۔ ان کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان سے یہ باتیں ثابت کی جاسکتی ہیں۔ باقی اپنی کامیابی اور تعداد کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں۔ اس میں

ننانوے فیصدی جھوٹ

ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر کسی ملک میں دس لاکھ بہائی بتائیں۔ تو وہاں دس بھی مشکل سے ہونگے۔ امریکہ میں کہتے ہیں۔ ۵۵ لاکھ بہائی ہیں اور اب تو ان کے اندازہ کے لحاظ سے ڈیڑھ کروڑ ہو گئے ہونگے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ۱۵ ہزار بھی نہیں مل سکتے۔ صرف اخباروں کے خریدار ہوجانے کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ لوگ بہائی بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے اخباروں کے بھی کئی ہندو سکھ اور غیر احمدی خریدار ہیں۔ پھر ان کے ہاں چندہ مقرر ہے۔ گو اتنا نہیں۔ جتنا ہماری جماعت کا ہے۔ اور باوجودیکہ بہاء اللہ نے سب مال بیٹوں کے لئے رکھا ہے۔ مگر ان کی حالت دیکھی ہے۔ بہت کمزور ہے۔ ان کا ایک بھی مدرسہ نہیں۔ ان کے اپنے بچے سرکاری مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جا رہے تھے۔

چونکہ لوگ ان کے حالات سے واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے وہ باتیں بنا لیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی باتیں بالکل دیانتداری کے خلاف ہیں۔ انکی سب ساری کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ اور

کتاب اقدس کا خلاصہ

تو یہاں بھی میرے پاس ہے۔ جس کا اصل سے مقابلہ کر لیا گیا ہے۔ پس

احمدیت اور بہائیت

کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ ہم ان کو یہاں بھی شکست دے سکتے ہیں۔ اور وہاں ان کے ملک میں بھی۔ اور خدا تعالے نے چاہا۔ تو تھوڑے دنوں میں ایران میں بھی ان کو شکست ہوگی۔ جو ان کا مولد ہے۔ تفصیلات میں پڑنے کا یہ موقعہ نہیں۔ اس لئے جو کچھ ان کی کتابوں میں درج ہے۔ اس میں سے اس وقت بہت کم بتایا جاسکا ہے۔ مفصل اصل کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے۔ ونفسی عندی علم ماکان وما یکون مجھے اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ مجھے

گذشتہ اور آئندہ سب کا علم

ہے۔ لیکن ایک دوسری جگہ خود ہی لکھتے ہیں۔ فلاں شخص نے ہمارے خلاف کتاب لکھی ہے۔ لیکن وہ کتاب چونکہ ملی نہیں۔ اس لئے ہم اس کا جواب نہیں دے سکے۔ حالانکہ جب انہیں آئندہ کا بھی علم تھا۔ تو چاہئے تھا۔ کتاب لکھی جانے سے بھی پہلے اس کے متعلق انہیں پورا پورا علم ہو جاتا۔ کجا یہ کہ کتاب کے شائع ہو جانے پر بھی نہ ہوا۔ باقی ان کے

اخلاق کی حالت

یہ ہے۔ کہ خود بہاء اللہ اور ان کا خلیفہ جو عبدالبہاء بتایا جاتا ہے۔ وہ صبح ازل کو سخت گالیاں دیتے رہے ہیں۔ اور اس کا نام ہی شیطان رکھ دیا تھا۔ حالانکہ صبح ازل وہ ہے۔ جسے باب نے اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ بہاء اللہ صبح ازل کے سکرٹری تھے۔ وہ صبح ازل کا نام نہیں لیتے۔ بلکہ شیطان کہتے ہیں۔ یہ اگر گالی نہیں تو نہ معلوم اگر گالیوں پر اتر آتے تو کیا کرتے۔ ہمارے بہت بڑے دشمنوں میں سے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ مگر ہم عام طور پر انہیں مولوی ثناء اللہ صاحب ہی کہتے ہیں۔ لیکن وہ صبح ازل کو جو باب کا خلیفہ اور خود ان کا مقرر کیا ہوا تھا شیطان کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ انہیں اسلئے خلیفہ مقرر کیا گیا تھا تاکہ دشمنوں کو دھوکہ لگے۔ اور وہ بہاء اللہ کو نہ پکڑ سکیں۔ ورنہ باب کے اصل قائمقام بہاء اللہ ہی تھے۔ خواہ کچھ ہو۔ بہرحال صبح ازل باب کا قائمقام تھا۔ مگر اس کا نام شیطان لعین کے سوا نہیں لیا جاتا۔ غرض ان کے متعلق اس قسم کی باتیں تحقیق سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے پاس ان کا کچھ لٹریچر ہے۔ مومن کا کام ہے۔ کہ کوئی فیصلہ کرنے سے قبل تحقیق کرے۔ اور پھر نتیجہ پر پہنچے سنی سنائی باتوں پر یقین کر لینا دیانت داری کے خلاف ہے ۔

باقی رہا مباہلہ۔ سو اگر کسی میں جرأت ہے۔ تو اتنا ہی شائع کر دے۔ کہ مرزا صاحب کی فلاں فلاں پیشگوئیاں جھوٹی نکلی ہیں۔ اگر میں یہ جھوٹ کہوں۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اسی سے فیصلہ ہو جائیگا ۔

ہمارے نزدیک تو سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ اس لئے ہم یہی دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ اور ان لوگوں کو بھی ہدایت دے۔ جو اس دیدہ دلیری سے افتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ مغضوب بنا دیتی اور تباہ کر دیتی ہے ۔

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ - انگریزی ہل - نیشکر کے بیلنے جات - چارہ کترنیکی مشین (چاف کٹرز) بادام نکالنے - قیمہ اور سیویاں بنانے کی بے نظیر نو ایجاد مشینیں - آہنی خراس (بیل چکی) فلور ملز - رائس ہلرز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور کفایت مال خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے - ہم سے سید ھا مال منگانے پر آپ کو بہت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہیگی - ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ پنجاب

غور سے پڑھیئے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا - امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار - ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا - کمی خون - کمزوری عام - بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا - اشتہا کم - قبض وغیرہ کی شکایت - ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے - اور امراض کے لئے تریاق - موسمی بخار کے ایام سے پہلے استعمال کیا جائے تو بخار نہیں ہوتا - مصفے خون - اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے - ویسے ہی تندرست کے لئے مفید ہے - جس قدر عرق پیا جائے - اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے - بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے - پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے ۔ قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے - اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے - اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں - تو آپ اس طرح کریں - کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر معتبر گواہان تحریر کریں کہ ہم "موجد عرق نور" کو مبلغ ۸۰ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کرینگے - صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا -

نقد قیمت ۸ ہم خوراک دوائی معہ شافہ قیمت للعہ روپے -

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے - جو امراض شکم خاص کر قبض کے لئے نہایت مفید ہے - آپ نے فرمایا - کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے - آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا - اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا - اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں - تاکہ وقت ضرورت کام آ سکیں - ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں - قیمت سا ٹھ ۶۰ گولی معہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ) -

عزیز ہوٹل - قادیان - ضلع گورداسپور

اُستاد مطلوب ہے

ہمارے ایک کرم فرما کو اپنے لڑکے کے واسطے (جو اس سال انٹرنس کا امتحان دے گا - اور ریاضی و انگریزی میں کمزور ہے) ایک محنتی استاد کی ضرورت ہے - جو لڑکے کو تین چار گھنٹے روزانہ گھر پر پڑھائی کرا سکے - اور تیاری امتحان میں مدد دے - استاد کم از کم ایف - اے ہو - کم سے کم جس تنخواہ پر آنا چاہے - اطلاع دے ۔

ای - اے - سی معرفت منیجر الفضل قادیان

کشیدہ کاڑھنے کی مشین بیگمات کے لئے دلچسپ تحفہ

ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنی شریف بیگمات اور نیک بخت لڑکیوں کو بیکار نہ بیٹھنے دیں ورنہ وہ سست اور دائم المریض ہو جائینگی آپ ان کے لئے کشیدہ کاری کی مشین منگوا کر ان کو باسلیقہ بنائیں مشین کا نقشہ آپ کے پیش نظر ہے - تھوڑے وقت اور ذرا سی محنت سے نہائت نفیس اور خوبصورت اونی - ریشمی کشیدہ کاری نہائت اعلےٰ اور پائدار بنائی جا سکتی ہے - اس مشین سے کپڑوں پر اعلےٰ درجہ کے نقش - بیل - بوٹے - پھول - پتے - تکیوں کے غلاف - بچوں کی ٹوپیاں - مخمل کی گرگابیاں - سلیپر جھالر اور کئی قسم کی گلکاری بنائی جاتی ہے - اس کا چلانا نہائت آسان ہے - امیروں کیلئے زینت اور غریبوں کے لئے روزگار ہے - پرچہ ترکیب اردو ہمراہ دیا جاتا ہے - نقالوں سے بچیں - قیمت درجہ اول للعہ - دوم سے - سوم عہ - نقلی عہ - محصول معاف

فہرست اشیاء متعلقہ مشین کشیدہ کاری

کشیدہ کاری کا گول فریم چکی دار دو روپے آٹھ آنے - درجہ اول دو روپے - درجہ دوم ایک روپیہ آٹھ آنے - کشیدہ کی قینچی صرف ایک روپے آٹھ آنہ - بارہ آنہ اور آٹھ آنہ ریشمی دھاگے کی بنڈیاں ایک روپیہ درجن - ان مختلف رنگ کی پندرہ روپے فی پونڈ یا چھ آنہ فی گچھی - پیٹرن مختلف ڈیزائن فی عدد آٹھ آنہ سے لیکر ایک روپیہ تک - چورس فریم ایک روپیہ آٹھ آنہ اور دو روپے - سوئی تین آنے فی عدد - ڈاک کا خرچ سامان کے علاوہ ہوگا - مشین کے ہمراہ سامان منگوانے پر محصول ڈاک معاف ہوگا ۔

ملنے کا پتہ :- امپیریل ناولسٹی مارٹ (ط) پوسٹ بکس ۱۶۷ لاہور

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

ناظرین اس دوائی کے اشتہار کو ہم اس سال کے پرچہ خاص سالانہ میں بھی نکلوا چکے ہیں - اور جن صاحبان نے اس دوائی کو ہم سے منگوا کر استعمال کیا ہے - امید ہے - کہ بیماری جڑ سے کٹ گئی ہوگی - اور ان کو فائدہ عمر بھر کے لئے پہونچ گیا ہوگا - آپ کو معلوم ہو کہ یہ دوائی ایک سنیاسی کا بخشا ہوا نسخہ ہے - جو دوائی کہ ہزارہا کو اچھا کر چکی ہے - بواسیر کیسی ہی پرانی ہو یا نئی - خونی ہو - یا بادی - صرف سات روز دوائی کے استعمال سے عمر بھر کے لئے جڑھ سے اکھڑ جاتی ہے - اور پرہیز بھی کوئی خاص نہیں ہے - قیمت صرف سات یوم کے استعمال کے واسطے ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)

شیخ وزیر معرفت شیخ محمد الدین - محلہ شیخاں بازار جوڑے موری اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

رشتہ مطلوب ہے

ایک احمدی بھائی خاص ہیں - اپنی جوان لڑکی کا نکاح اپنی قوم میں کرنا چاہتے ہیں - اگر کسی صاحب کو احمدی صالح ملازم برسر روزگار کا پتہ ہو تو تفصیلی حالات سے اطلاع دیں ۔

ک - معرفت قاضی اکمل قادیان

ہندوستان کی خبریں

شملہ ۲۶ اگست۔ سکھ قوم کا ایک وفد جس میں راجا دلجیت سنگھ۔ سرجوگندر ناتھ۔ سرسندر سنگھ مجیٹھ۔ سردار سوہن سنگھ بھگت جسونت سنگھ اور ۹۔ دیگر سکھ شامل تھے۔ بمقام کنڈاگھاٹ مہاراجہ پٹیالہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد مذکور نے پنتھ کا واسطہ دے کر مہاراجہ صاحب سے درخواست کی۔ کہ تمام اکالی سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے اور ان کی جو جائدادیں ضبط کی گئی ہیں۔ وہ بھی واگذار کر دی جائیں۔ مہاراجہ صاحب نے وفد کی درخواست منظور کر لی ہے۔ تازہ ترین برقی پیغام سے پایا جاتا ہے۔ کہ ۲۴۔ اکالی قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں۔

امرت سر ۲۶ اگست۔ اکالی راہنماؤں نے کہہ دیا ہے۔ کہ جب تک ہمارے جائز مطالبات پورے نہیں ہوتے۔ پٹیالہ کے متعلق شورش بند نہیں ہو سکتی۔

شملہ ۲۶ اگست۔ سردار محمد عمر خان خلف سردار ایوب خان نے جو گذشتہ دسمبر میں الہ آباد سے مفرور ہو گئے تھے۔ اس وقت تک افغانستان میں شنواریوں کے ساتھ رہے ہیں۔ لیکن اب انہوں نے اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر کرم کے برطانی حکام کے حوالے کر دیا ہے۔

میانوالی ۲۶ اگست۔ عدالت عالیہ پٹیالہ کے جج سردار ارجن سنگھ نے اخبار ریاست دہلی کے مدیر کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کے الزام میں ۲۵ ہزار روپے ہرجانے کا دعوےٰ سینیر سب جج میانوالی کی عدالت میں دائر کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اسی قسم کا ایک مقدمہ اخبار اکالی کے ایڈیٹر کے خلاف دائر ہونے والا ہے۔

بمبئی ۲۷ اگست۔ ماہ جون کے آخری ہفتے سے اس وقت تک مشرقی خاندیس ناسک اور سندھ کے علاقوں میں وبائے ہیضہ سے ۱۷۱۴۔ اموات ہوئیں۔ وارداتوں کی تعداد ۸ ہزار سے اوپر ہے۔

ٹل ۲۸ اگست۔ باوثوق ذریعہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گردیز پر جرنیل نادر خان کا کامل قبضہ ہو گیا ہے۔ اور فرقہ مشرقی (دیگر گردیز) محمد صادق خان گرفتار کر لیا گیا ہے۔

راولپنڈی ۲۸ اگست۔ مزید موسلا دھار بارش کے باعث دریائے سندھ اٹک کے پل کے پاس ۱۸۹۲ء کی سطح طغیانی سے اوپر چڑھ گیا ہے۔ اور ابھی چڑھ رہا ہے۔ ضلع نوشہرہ کے کئی دیہات زیر آب ہو گئے ہیں۔ شہر راولپنڈی میں بہت سے مکانات گر گئے ہیں پشاور کو جانے والی شاہراہ عظیم میلوں تک زیر آب ہے۔ مری کو جانے والی سڑک سولہ مقامات پر ٹوٹ گئی ہے۔ کشمیر کی سڑک بند ہے۔

مدراس ۲۷ اگست۔ سیاورم کے قریب ایک گاؤں سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شادی کی ایک تقریب پر ایک ہولناک دھماکا ہوا جس سے سات بچے مر گئے۔ اور اکثر خطرناک طور سے مجروح ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب گیس کی روشنی کے لئے پمپ کے ذریعے سے تیل بھرا جا رہا تھا۔ تو ٹینک پھٹ گیا اور تقریباً پچیس بچے گیس کی لپیٹ میں آ گئے۔

کلکتہ ۲۸ اگست۔ سوشیلا بالا داسی نے جو ایک راسخ الاعتقاد پردہ نشین ہندو عورت ہونے کی دعویدار ہے۔ اس نے وزیر ہند کے خلاف دعوےٰ دائر کیا ہے۔ کہ ای۔ آئی۔ ریلوے کی گائیڈ بک میں اس کا فوٹو شائع کرنے کے لئے اسے ہرجانہ دیا جائے۔

عثمانیہ یونیورسٹی ریاست حیدر آباد کے ایک پرانے طالب علم شفیع احمد نے ۴۲ گھنٹے تک لگاتار پانی میں رہ کر تمام سابقہ ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ قبل ازیں ایک مشہور پارسی ۴۴ گھنٹے تک پانی میں رہا تھا۔

مجلس تحقیقات حج شہادتیں لینے کا کام ختم کر چکی ہے۔ اکتوبر کے وسط میں رپورٹ طیار کرنے کے لئے پونا میں اس کا اجلاس منعقد ہوگا۔ رپورٹ نومبر کے آخیر تک گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔

ٹیکسلا ۲۸ اگست۔ ہندوؤں کی ایک برات نوشہرہ کی طرف لاریوں پر آ رہی تھی۔ لاریوں والا پل پانی کی وجہ سے خراب تھا۔ اس لئے سب سواریاں اُتر گئیں۔ دُلہن اور دولہا اور ایک دو اور آدمی تو وہاں ہی ٹھہر گئے۔ اور باقی ۲۸۔ آدمی ریلوے پل سے نوشہرہ کی طرف آنے لگے۔ جب وہ ریلوے پل کے درمیان پہنچے تو پچھلی طرف سے ریل گاڑی آ گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۲۸ کے ۲۸ آدمی کٹ گئے۔ کسی کا بازو۔ کسی کی ٹانگ۔ کسی کا سر۔ غرضیکہ کوئی بھی نہ بچا۔

فاضلکا کا بوچڑ خانہ تیار ہو گیا ہے۔ ۲۱ اگست کو صبح تین بجے افسر پولیس کی زیر سرکردگی مسلح پولیس کی ایک بھاری جمعیت کی موجودگی میں دو گائیں ذبح کر کے بوچڑ خانہ کا افتتاح کیا گیا۔ (ملاپ ۳۰ اگست)

لاہور ۲۹ اگست۔ ان غیر معمولی طغیانیوں کے باعث جو ہولناک بارش کی وجہ سے پنجاب کے تین دریاؤں میں آ گئی ہیں۔ سخت خطرہ اور تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ کل اٹک پر دریائے سندھ کا سیلاب ۱۸۹۲ء کی سطح سے تقریباً سات فٹ اونچا چلا گیا ہے۔ دریائے جہلم کا سیلاب مقام منگلا پر گذشتہ سال کے نہایت ہولناک سیلاب سے دس فٹ اونچا چلا گیا ہے۔

لاہور ۲۹ اگست۔ آج مسٹر ایچ۔ ایم۔ محمود مجسٹریٹ درجہ اول نے فیروز دین ریلوے کنسٹیبل کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۶۔ اور ۵۰۷۔ تعزیرات ہند ریلوے سٹیشن پر سُرخ پوسٹر چسپاں کرنے کے الزام میں مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اور ملزم کو ہر دو دفعات کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے بالترتیب ایک سال اور ۶۔ ماہ قید بامشقت کی سزا کا حکم دیا ہے۔ سزائیں اکٹھی شروع ہوں گی۔

امرت سر ۲۸ اگست۔ بیان کیا جاتا ہے یہاں کانگرس کی ایک اور استقبالیہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جس کے محرک چند نوجوان ہیں۔ انہوں نے گوپی چند اور کچلو پارٹی کو دھمکی دی ہے کہ وہ جلد از جلد استعفادے دیں۔ ورنہ یہ نئی استقبالیہ کمیٹی زبردستی قبضہ کرے گی۔

ناگپور ۲۹ اگست۔ سی۔ پی۔ گورنمنٹ کا اعلان مظہر ہے۔ کہ گورنر نے کونسل کی میعاد بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ عرصہ میعاد کا بعد میں بوقت ضرورت اعلان کیا جائے گا۔

ممالک غیر کی خبریں

طہران ۲۵ اگست۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ شمالی قفقاز میں طاعونی وارداتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ ایرانی سرحد پر محکمہ حفظان صحت کے افسروں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ اس وبا کو ایران میں داخل ہونے سے روکنے کی تدابیر کریں۔

بغداد ۲۵ اگست۔ عراق کے کابینۂ وزارت نے استعفادے دیا ہے۔ جس کی بڑی وجہ شاہ فیصل اور وزیر اعظم توفیق بیگ سویدی کے درمیان اختلاف کا پیدا ہو جانا ہے۔

بمبئی ۲۸ اگست۔ قاہرہ کی مجلس شام و فلسطین نے روزنامہ خلافت اور مولانا محمد علی کو حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ یہودیوں اور پولیس نے فلسطین کے سینکڑوں مسلمانوں کو جب وہ اقصیٰ اور براق شریف کی دیوار کی حفاظت کر رہے تھے شہید کر دیا۔ ہم برادران ہند سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر ممکن ذریعے سے ہمارے مقصد کی تائید و حمایت کریں۔

ایک خوبصورت۔ بلجیمی عورت اڈریٹی گیوٹ تعدد ازدواج کے الزام میں گرفتار کی گئی ہے۔ یہ عورت ۲۵۶۔ اشخاص کے ساتھ نامزد ہو چکی ہے۔ اور پچاس مردوں کے ساتھ نکاح کی رسم ادا کر چکی ہے۔ حال ہی میں وہ برسلز میں آئی۔ یہاں وہ نیا نکاح کرنا چاہتی تھی۔ کہ اُس کے کسی پرانے شوہر نے اسے پہچان لیا۔ اور پولیس کو اطلاع کر دی۔

لنڈن ۲۸ اگست۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا نامہ نگار مقیم لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ ہندوستانی مرکزی سائمن کمیٹی نے اس امر کا تصفیہ کر دیا ہے۔ کہ اس وقانون اکتوبر منتقل ہونے جائیں رگبی ۲۸ اگست۔ سر پرسی مورین مصر میں لارڈ لائیڈ کا جانشین مقرر کیا گیا ہے۔ کل لنڈن سے مصر روانہ ہو گیا۔

لنڈن ۲۸ اگست۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم یروشلم بذریعہ بحری تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ فساد کو روکنے کے لئے کافی فوج پہونچ گئی ہے۔ سہ شنبہ کی صبح تک تمام فلسطین میں ۴۶ مسلمان۔ ۴۔ عیسائی اور ۳۰ ۵۔ یہودی ہلاک ہوئے اور ۵۴ مسلمان۔ ۲۷۔ عیسائی اور ۱۱۶۔ یہودی مجروح ہوئے۔ بنلوس کے مقام پر آٹھ مسلمان مجروح ہوئے۔ جامہ میں دس مسلمان اور چار یہودی ہلاک اور ۱۸ مسلمان اور ۱۵ یہودی مجروح ہوئے بیسان کے مقام پر ۱۶۔ یہودی مجروح۔ حیفہ میں ۵۰۔ یہودی مجروح اور ایک ہلاک ہوا۔

بیروت ۲۷ اگست۔ فلسطین میں عربی حملوں میں ۲۰۔ ہزار عربوں نے مظاہرہ کیا۔ چنانچہ دمشق کو خطرہ اور یہودی علاقہ کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ کر دی گئی ہیں۔

تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حیفہ میں بدستور بدامنی اور ماورائے یردان میں صورت حال خطرے سے نہیں۔ حیفہ اور جافہ کے گرد و نواح میں متعدد حملے ہوئے۔ غزہ کے